UNIVERSAL LIBRARY
OU_226421
UNIVERSAL LIBRARY

خلافت اور ہندوستان

یعنی

۱۹۲۰ء

اعاز اسلام سے آج تک خلافت راشدہ، امویہ، عباسیہ، عثمانیہ مین خلفائے اسلام
اور سلاطین ہند کے باہمی تعلقات کی تفصیل پر ایک تاریخی مضمون،

تنقیح ۱۴۶ھ

جو

۱۳۵۱

معارف اعظم گڈھ کے مختلف نمبرون مین چھپا تھا، اور اب مجلس خلافت رنگون
کی خواہش و فرمایش پر علحدہ رسالہ کی صورت مین شایع ہوتا ہے،

سید سلیمان ندوی

باہتمام مسعود علے ندوی

۱۳۴۰ھ

مطبع معارف اعظم گڈھ مین چھپا

قیمت ۸ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلافت راشدہ امویہ اور عباسیہ

آج کل مسئلۂ خلافت نے ہندوستان مین جو اضطراب اور ہیجان پیدا کر رکھا ہی، کوتاہ بین سمجھتے ہین کہ یہ صرف موجودہ زمانہ کی آزادی طلبی، اور جنبشِ سیاسی کی ایک لہر ہی، اِس مضمون مین یہ دکھانا ہی کہ خلافت اسلامیہ سے ہندوستان کا تعلق کس قدر پرانا اور گہرا ہی، اور ہمیشہ سے اوسکو آستانۂ خلافت سے کسدرجہ عقیدتمندی وارادت رہی ہی اور سلاطین ہند خلفاے اِسلام کو کس عظمت دینی اور وقعت مذہبی کی نگاہ سے دیکھتے تھے،

عرب اور ہندوستان کا تجارتی تعلق تاریخ کی عمر سے بھی زیادہ قدیم ہی، اسلام جب عرب کی سرزمین مین رونما ہوا، تو اوسکے آس پاس کے دوسرے ملکون کی طرح ہندوستان بھی غیر متاثر نہین رہا، تحفۃ المجاہدین کی روایت کے مطابق، سواحل ہند تک اسلام کی مصالحانہ دعوت خود آنحضرت صلعم کی زندگی مین پہونچ چکی تھی، ملیبار کے راجہ نے مذہب

اسلام کی تحقیق کے لئے عرب مین جو وفد بھیجا تھا وہ خلافت اولیٰ یعنے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت مین مدینہ پہونچا تھا اور وہان سے پرتو اسلام سے منور ہو کر ملیبار واپس آگیا تھا، یہ روایت صحیح ہو تو ہندوستان و خلافت کے باہمی تعلق کا یہ پہلا دن تھا،

سندھ کا علاقہ ایران کے زیر اثر ہونے کے باعث، ایران کے فتح ہونے کے بعد خود بخود مسلمانون کے زیر اثر آگیا، اسکے سواحل مسلمان تاجرون اور مسافرون کے رہگذر اور سیستان و بلوچستان کے علاقے مسلمان فوجون کے معسکر تھے، بہرحال حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت سے ہندوستان اور خلافت اسلامیہ کے درمیان ایک ایسا مضبوط رشتہ قائم ہو گیا جو آج تک بدستور باقی ہے، خلافت راشدہ کے بعد، بنو امیہ جب خلافت اسلامیہ کے مالک ہوئے تو مسلمانان سندھ نے بھی دوسرے ملک کے مسلمانون کی طرح اونکو خلیفہ تسلیم کیا، حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی جب مسند آرائے خلافت ہوئے تو اونھون نے یہان کے روساء کے نام دعوت اسلام کے خطوط لکھے، چنانچہ اونکی ذاتی نیکی، زہد و اتقاء، اور عدل و انصاف کو دیکھکر بہت سے راجہ مسلمان ہو گئے، اور عربون کے جیسے اپنے نام اونھون رکھنے شروع کئے[1] آغاز خلافت راشدہ سے لیکر خلفاے بنی امیہ کے اخیر عہد تک دربار خلافت کی طرف سے جو لوگ وقتاً فوقتاً نائب ہو کر یہان آتے رہے، اونکے نام

[1] بلاذری، فتح سندھ

[1] بلاذری، فتح سندھ

حسب ذیل ہیں،

شمار	نائبین خلافت کے نام	خلفا کے نام	سنین
۱	حکیم بن جبلۃ العدوی	حضرت عثمانؓ	
۲	حارث بن مرۃ عبدی	حضرت علیؓ	۳۹ھ
۳	مہلب بن ابی صفرۃ	امیر معاویہؓ	۴۴ھ
۴	عبداللہ بن سوار العبدی	″	
۵	راشد بن عمرو الجدیدی الازدی	″	
۶	سنان بن سلمۃ الہذلی	″	
۷	زیاد المنذر بن جارود العبدی		
۸	عبیداللہ بن زیاد الباہلی		
۹	سعید بن اسلم الکلابی		
۱۰	مجاعہ بن سعر التمیمی		
۱۱	محمد بن ہارون النمری		
۱۲	عبیداللہ بن نبہان		
۱۳	محمد بن القاسم الثقفی	عبدالملک	[illegible]

۱۴	یزید بن ابی کبشۃ السکسکی	سلیمان بن عبد الملک
۱۵	حبیب بن مہلب	
۱۶	عمرو بن مسلم الباہلی	حضرت عمر بن عبد العزیز
۱۷	جنید بن عبد الرحمان المرّی	ہشام بن عبد الملک
۱۸	تمیم بن زید العتبی	
۱۹	حکم بن عوانہ کلبی	
۲۰	منصور کلبی	

اسکے بعد بنو عباس کا دور شروع ہوا بنی امیہ کے اخیر عہد مین تمیم کی نیابت نہایت کمزور اور ضعیف رہی، اور مسلمانون کو سخت تکلیفین پہونچین محفوظہ نام ایک شہر بسا کر اوس مین محصور رہے لیکن بنو عباس کے تخت نشین ہونے کے ساتھ از سر نو مسلمانون مین نئی قوت پیدا ہوئی، خلیفہ منصور نے مغلس عبدی کو یہان اپنا نائب بنا کر بھیجا، اور اوسکے نام سے سندھ مین منصورہ شہر آباد ہوا، اسکے بعد اوسکے دوسرے نائب موسی بن کعب تمیمی نے نئے سر و سامان سے خلافت عباسیہ کی قوت کو یہان نمایان کیا، منصورہ کی مرمّت کرائی، یہان کی جامع مسجد کو وسیع کیا، خلیفہ مامون کے عہد مین بشر بن داود

یہان کا نائب مقرر ہوکر آیا، لیکن وہ یہان آکر باغی ہوگیا، اوسکی سرکوبی کے لیے غسان بن عباد دوسرا نائب بھیجا گیا، غسان کے بعد آل برمک مین سے موسی بن یحیی یہان نائب ہوکر آیا، یہان اوس نے شہر بیضاء آباد کیا، خلیفہ معتصم آخری طاقتور عباسی خلیفہ ہی، اسکے عہد مین موسی برمکی کا بیٹا عمران نائب مقرر ہوا، اسکے بعد خلفاے عباسیہ کے سیاسی ضعف نے ہندوستان کو سیاستہً مرکز خلافت سے الگ کردیا، تاہم مذہبًا وہ ہمیشہ خلفاے عباسیہ کا مطیع و فرمانبردار رہا، اور اونھین کے نام کے خطبے یہان پڑھے جاتے تھے،

خلفاے عباسیہ کے عہد مین جو لوگ وقتًا فوقتًا، خلیفۂ عہد کے نائب ہوکر آئے اونکے نام بہ ترتیب یہ ہین،

شمار	نائبین خلافت کے نام	خلفا کے نام
۲۱	مغلس عبدی	خلیفہ منصور
۲۲	موسی بن کعب تیمی	"
۲۳	ہشام بن عمر تغلبی	"
۲۴	عمرو بن حفص	
۲۵	داود بن یزید بن حاتم	

۲۶	بشر بن داود	خلیفہ مامون
۲۷	غسان بن عباد	"
۲۸	موسی بن یحیٰی برمکی	"
۲۹	عمران بن موسی برمکی	خلیفہ معتصم

خلیفہ معتصم کے بعد سیاسی حیثیت سے سندھ کی حیثیت ایک خود مختار ریاست کی ہوگئی، ملک کا بڑا علاقہ مسلمانون کے ہاتھ سے نکل گیا، تاہم وہ ملک کے چھوڑنے پر مجبور نہین ہوئے، سندھیون نے مسلمانون کی مسجدون کو ہاتھ نہین لگایا، اور اونکی مذہبی آزادی کو برقرار رکھا، اور مذہباً وہ ہمیشہ خلفاے بغداد کے ماتحت رہے، چنانچہ وہ جمعہ کے خطبہ مین خلیفۂ وقت کا نام لیتے تھے، مورخ بلاذری جس نے ۲۷۹ھ مین وفات پائی ہی فتوح البلدان مین شہادت دیتا ہی،

ثم ان الھند غلبوا علی السندان فترکوا	پھر اہل ہند، سندان پر غالب آگئے، لیکن وہان کی
مسجد ھا للمسلمین یجمعون فیہ و	مسجد کو مسلمانون کیلئے چھوڑ دیا جس مین وہ جمعہ کی نماز
یدعون للخلیفۃ، (فتوح السند)	پڑھتے ہین اور خلیفہ کے لئے دعا کرتے ہین،

اسکے بعد سندھ کی تاریخ پر ایک سیاہ پردہ پڑجاتا ہی، صرف مسلمان سیاحون کے متفرق بیانات سے اِس پردہ مین کبھی کبھی کوئی روزن ہوتا ہی، جس سے

اندر کا حال ایک آدھ ہمکو معلوم ہوسکا ہی، اِس سے بہرحال یہ بات پایۂ وثوق کو ہونچتی ہی کہ مسلمانون کی جو کچھ آبادی یہان رہگئی تھی وہ برابر کسی نہ کسی خلافت کے دامن سے اپنے کو وابستہ سمجھتی رہی، بعد کو مسلمانون مین یہان دو فرقے ہوگئے تھے، ایک اہل سنت اور دوسرے باطنیہ شیعہ، اہل سنت کا مرکز بدستور خلافت عباسیہ تھی، لیکن باطنی شیعہ مصر کے فاطمی سلاطین کو اپنا خلیفہ جانتے تھے، بشاری مقدسی جو چوتھی صدی مین ہندوستان آیا تھا منصورہ پایۂ تخت سندھ کے حال مین لکھتا ہی،

واما المنصورة فعليها سلطان من قريش، يخطبون للعباسی،	منصورہ مین ایک مستقل بادشاہ ہے جو نسلاً قریشی ہے، یہان کے مسلمان خلیفہ عباسی کا خطبہ پڑھتے ہین،
(صفحہ ۴۸۵، مطبوعہ یورپ)	

ملتان کے تذکرہ مین کہتا ہی،

واما بالملتان فيخطبون للفاطمی ولا يحلون ولا يعقدون الا بامره وابدًا رسلهم وهدایاهم تذهب الى مصر،	لیکن ملتان مین خلیفۂ فاطمی کے نام کا خطبہ پڑھتے ہین اور اوسی کے احکام کی تعمیل کرتے ہین، یہانکے مسلمانون کے ایلچی اور تحائف ہمیشہ مصر جاتے رہتے ہین،

(۱) جو مسلمان افغانستان کی راہ سے ہندوستان آئے، اون مین سب پہلا نام

سلطان محمود غزنوی کا ہی، سلطان کی سیاسی طاقت اور فوجی قوت کا یہ حال تھا
کہ وسط ایشیا مین اوس سے کوئی بڑی طاقت اور قوت موجود نہ تھی، بلکہ یہ کہنا
صحیح ہوگا کہ یہ اپنے زمانہ مین سب سے بڑا طاقتور مسلمان حکمران تھا، اور فوجی
و سیاسی حیثیت سے خلافت عباسیہ درحقیقت بزرگون کی مقدس ہڈیون کا
ایک ڈھانچ رہ گئی تھی، لیکن تمکو معلوم ہی کہ یہ دنیا کا طاقتور انسان اِس ڈھانچ
سے کتنا ڈرتا تھا، اور اپنی پوری جنگی قوت و طاقت کے باوجود وہ خلیفۂ عصر
القادر باللہ کی اطاعت کو اپنے لئے کتنا ضروری سمجھتا تھا، ہر نئی کامیابی کا
اطلاعنامہ دیوان خلافت مین معمولاً بھیجا جاتا تھا، کسی نئے ملک پر قبضہ و تصرّف
کرنے کے لیے اوسی دربار سے باقاعدہ اجازت چاہتا تھا، دربار خلافت سے
فتوحات کے موقع پر اوسکے لیے جو خلعت آتے تھے اوسکی خوشی کسی نئے ملک کی
فتح سے کم اوسکو نہین ہوتی تھی، اوسکو دنیا کی بڑی سے بڑی عزت، بڑی سے بڑی
عظمت اور بڑا سے بڑا فخر حاصل تھا، تاہم اوسکی سب سے بڑی عزت، سب سے
بڑی عظمت اور سب سے بڑا فخر یہ تھا کہ ایوان خلافت سے اوسکو یمین الدولہ کا
خطاب عطا ہو، سلطان نے گو ایران و ترکستان کے تمام ممالک اپنے زور
بازو سے حاصل کیے تھے، لیکن وہ اوس وقت تک ان ممالک کا جائز بادشاہ

نہوسکا جب تک سنہ ۴۱۵ھ مین خلیفہ نے اسکے لیے فرمان جاری نکیا چنانچہ طبقات اکبری اور تاریخ فرشتہ وغیرہ کی عبارت ہے،

خلیفہ القادر باللہ عباسی القاب نامہ بسلطان محمود نوشتہ لوائے خراسان وہندوستان ونیمروز وخوارزم فرستاد،

خود سلطان کا لقب جو محمود سے پہلے کسی دوسرے بادشاہ نے اختیار نہین کیا تھا، اور سب سے پہلے محمود ہی کے لیئے یہ بادشاہی کے استعمال مین آیا، یہ بھی خلیفہ کی جانب سے اوسکو عطا ہوا تھا، ہندوستان کے باطنی اسماعیلیون کے استیصال پر خلیفہ نے اوسکو کہف الدولہ والاسلام (سلطنت اور اسلام کی جاے پناہ) کا خطاب دیا،

سنہ ۴۱۰ھ مین ہندوستان کی عظیم الشان فتح پر دربار خلافت مین اوس نے جو عریضہ بھیجا، اوسکی کیفیت سنو،

"سلطان در سنہ ۴۱۰ھ فتح نامہ کہ مشتمل بود بر جمیع فتوحات کہ اورا در ممالک ہندوستان روی نمودہ بود بہ بغداد فرستاد، خلیفہ القادر باللہ عباسی آنروز مجلسے عظیم ساختہ فرمود تا آن فتح نامہ را بر رؤس منابر پیش خلائق بآواز بلند بخوانند و مردم بواسطہ اعلائے معالم اسلام شکرہا کردہ و زبان بستایش سلطان محمود کشادہ نصرت وظفر او

از حق سبحانہ وتعالیٰ مسئلت نمودند آنروز در بغداد آنچنان سرور وخوشحالی انتشار ریافت کہ گوئی یکے از عیدہاے مقررۂ اسلام است (فرشتہ)

سلطان پر سب سے بڑی عنایت خلیفہ کی یہ تھی کہ اوس نے لکھا کہ "تم جسکو اپنا ولی عہد بناؤ مین بھی اوسکو قبول کرون گا"، اِس سے معلوم ہو سکتا ہو کہ سلاطین کی جانشینی کا مسئلہ بھی خلفاکے ہاتھ مین تھا،

سلطان محمود کے دو بیٹے تھے، امیر مسعود اور امیر محمد، سلطان امیر محمد کو چاہتا تھا،

تابحدیکہ از خلیفۂ عباسی التماس نمود کہ اسم امیر محمد را بر سلطان مسعود مقدم نویسد،

لیکن ایسا نہو سکا، سلطان محمود کے بعد امیر مسعود بادشاہ ہوا، اور امیر محمد نے بھائی سے شکست کھائی، امیر مسعود کو دربار خلافت سے جلال الدولہ جمال الملۃ کا خطاب پہلے ہی عطا ہو چکا تھا،

تخت نشینی کے بعد خلیفہ قادر باللہ نے اوس کے تقرر سلطنت کی منظوری کا فرمان اور خلعت بھیجا، سلطان اوس وقت نیشاپور مین تھا، اہل نیشاپور نے اپنے شہر کے لئے اِس حُسن اتفاق کو عزت وفخر کا موجب جانا، تمام شہر آراستہ کیا گیا، اور فوجی جلوس کے ساتھ علماء ومشائخ کے حلقہ مین آکر قاصد نے فرمان پیش کیا، سلطان نے بحد مسرت کا اظہار کیا اور اہل دربار کو انعامات تقسیم کئے،

خلیفہ قادر باللہ کی وفات کے بعد جب قائم بامر اللہ خلیفہ ہوا تو نئے خلیفہ کی طرف سے بیعت لینے کے لئے سلطان کے پاس دوسری دفعہ قاصد آیا، خلیفہ نے سلطان کو جن شرائط کے ساتھ سلطنت موجودہ پر بحال رکھا اور سلطان نے جن الفاظ مین خلیفہ کی اطاعت وبندگی کا عہد کیا وہ اصل خطوط تاریخون مین اب تک محفوظ ہین[1] اور پڑھنے کے قابل ہین، ان مین خلیفہ نے سلطان کو عدل وانصاف کی تاکید کی ہے اور سلطان نے لکھا ہے کہ اگر مین کسی حال مین ان شرائط سے تجاوز کرون تو مجھپر خدا کا عذاب ہو اور میری بیویان مجھپر حرام ہوجائین،

غزنوی سلاطین کے بعد غوریون کا دور آتا ہے، اس خاندان مین سے بھی اکثر سلاطین نے دربار خلافت سے خطابات حاصل کئے ہین جو تاریخون مین مذکور ہین، افسوس ہے کہ ہمارے ہندوستانی مورخین نے اس قسم کے واقعات بہت کم قلمبند کیے ہین، اور خود عرب مورخین نے یہ واقعات شاذونادر ہی لکھے ہین، ۵۷۵ھ مین الناصر لدین اللہ خلیفہ تھا (یہ زمانہ ہندوستان مین غوریون کی حکومت کا تھا) اس نے خبر رسانی اور جاسوسی کے محکمہ کو اسقدر وسعت دی تھی کہ دنیاے اسلام کا کوئی گوشہ اسکے خبر رسانون اور جاسوسون سے خالی نہ تھا، مورخین نے اسکے

---

[1] تاریخ آل سبکتگین بیہقی صفحہ ۱۵ و ۳۵۳ مطبوعہ کلکتہ،

عجیب و غریب حالات لکھے ہین۔ منجملہ اسکے ایک ہندوستانی تاجر کا قصہ سننے کے لائق ہے، ہندوستان مین ایک تاجر کے پاس ایک طوطا تھا جسکو قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد سکھایا گیا تھا، تاجر نے یہ نادر تحفہ دربارِ خلافت کے لیے مناسب سمجھا، چنانچہ وہ یہ تحفہ لیکر بغداد روانہ ہوا، اتفاق سے جب وہ بغداد پہنچا تو طوطا مر گیا سخت حیران ہوا کہ اب کیا کیا جاے، اسی اثنا مین ایک شخص فرّاش کے بھیس مین اوسکے پاس پہونچا، اور طوطے کو طلب کیا، تاجر رونے لگا اور واقعہ بیان کیا، فرّاش نے کہا کہ "ہمکو یہ معلوم ہو چکا تھا، تم وہ مرا ہی طوطا دیدو، لیکن یہ بتاؤ کہ اس تحفہ کے انعام مین تم خلیفہ سے کتنی رقم کی امید رکھتے تھے، اوسنے کہا کہ مجھے ۵۰۰ - اشرفیون کی توقع تھی، فرّاش نے کہا "یہ ۵۰۰ اشرفیون کا توڑا لو، یہ خود خلیفہ نے تمھارے پاس بھیجا ہی، جب تم ہندوستان سے اِس ارادہ سے نکلے تھے تب ہی خلیفہ کو اِسکی اطلاع مل چکی تھی،،

علامہ سیوطی خلیفہ الناصر کے حال مین لکھتے ہین،

کان الناصر قد ملأ القلوب ھیبۃ وخیفۃ فکان یرھبہ اھل الھند و	ناصر نے لوگونکے دلونکو اپنے خوف و دبدبہ ہیبت سے مرعوب کر دیا تھا اوس سے ہندوستان اور مصر کے

ـلـہ تاریخ الخلفاء سیوطی،

مصر کما کان یرھبہ اھل بغداد فاحیٰی | لوگ ویسے ہی ڈرتے تھے جیسے بغداد والے، اوسنے
ھیبۃ الخلافۃ وکانت قد ماتت بموت | خلافت کی اوس ہیبت وجلال کو زندہ کیا جو معتصم
المعتصم، | کے مرنے سے مرگیا تھا،

سلطان شہاب الدین غوری بڑے جاہ وجبروت کا بادشاہ تھا لیکن اوسکے تاج فخر کا طرہ یہ ہی کہ وہ قسیم امیر المومنین اور ناصر امیر المومنین (امیر المومنین کا مددگار) تھا (طبقات ناصری صفحہ ۱۱۴ و ۱۲۶) قطب مینار دہلی اور مسجد قطبی کے دروازہ پر سلطان کے نام کے جو کتبے ہین اون مین سلطان کے یہ القاب تپھرون پر منقوش ہین،

ہندوستان کے خودمختار سلاطین مین سلطان شمس الدین التمش کا نام پہلے آتا ہے جس نے باقاعدہ ہندوستان کی مملکت کو ایک مستقل سلطنت کے قالب مین ڈھالدیا، وہ ۶۰۷ھ مین تخت نشین ہوا تھا، ۶۲۶ھ مین خلیفہ نے اوسکو خلعت بھیجا، اسکے یہ معنے تھے کہ ایوان خلافت نے ہندوستان کے استقلال اور خودمختاری کو تسلیم کرلیا، سلطان نہایت ادب واحترام کے شرائط بجالایا اور اوسکو اس خلعت سے اسقدر خوشی ہوئی کہ اسکے لئے تمام دار السلطنۃ مین جشن منایا گیا، سلطان نے افسرون کو انعام اور خلعت تقسیم کیے صاحب طبقات اکبری کا بیان ہی، (صفحہ ۶۰)

درسنہ ۶۲۶ھ رسولانِ عرب، جامۂ خلافت، جہت سلطان شمس الدین آوردند، سلطان آنچہ شرط اطاعت وادب بود، بجا آوردہ، جامۂ دار الخلافت پوشیدہ وازپوشیدنِ آن خلعت فرحت وبہجت بے نہایت دراحوال سلطان محسوس میشد، سلطان اکثر امرا را خلعتہا داد و در شہر قبّہا بستند وکوس شادیانہ زدند،

خلیفہ کا نام ہندوستان کے مورخون نے نہین لکھا ہی، مگر یہ زمانہ الناصر الدین اللہ کا تھا، شمس الدین التمش کا لقب بھی ناصر امیر المومنین، (امیر المومنین کا مددگار) تھا اور یہی لقب اوسکے سکّون پر منقوش پایا جاتا ہی، اسی زمانہ مین الناصر لدین اللہ نے وفات پائی اور مستنصر باللہ نے مسند خلافت کو زینت بخشی، سلطان شمس الدین التمش، سلطانہ رضیہ، سلطان ناصر الدین محمود، سلطان علاء الدین محمد کے سکّون پر خلیفہ مستنصر باللہ کا نام سلطان کے پہلو بہ پہلو کندہ ہی، بلکہ ان سلاطین کے بعض ایسے سکّے بھی ہین جن پر صرف خلیفہ کا نام منقوش ہی، رضیہ کے سکہ پر رضیہ کے بجائے یہ الفاظ کندہ ہین، "المستنصر امیر المومنین" مستنصر باللہ کے بعد آخری خلیفہ بغداد مستعصم باللہ جلوہ آرا ے خلافت ہوا، سلطان علاء الدین ابو المظفر مسعود، سلطان ناصر الدین ابو المظفر محمود، سلطان غیاث الدین بلبن، سلطان معز الدین کیقباد سلطان جلال الدین فیروز شاہ، سلطان رکن الدین کیکاؤس کے سکّون پر خلیفہ مستعصم باللہ کا

نام لکھا ہوا ملتا ہی،

خلافت اور ہندوستان کا تعلق سب سے زیادہ محمد شاہ تغلق کے زمانۂ حکومت مین نمایان نظر آتا ہی، سلطان جس طرح اپنے اور کارنامون مین بیمثال اور عدیم النظیر معلوم ہوتا ہی، اسی طرح اِس مسئلۂ خلافت مین بھی اوسکا اعتقاد اور طرزِ عمل تمام سلاطین اسلام مین بیمثال ہی، سب جانتے ہین کہ معتصم باللہ کے عہد مین تاتاریون کے ہاتھون بغداد کی خلافت عباسیہ کا پیراہن تار تار ہوگیا تھا، اوسکے بعد مصر مین دوبارہ خلافت عباسیہ نے از سرنو ایک دوسری زندگی حاصل کی، چونکہ پہلے زمانہ مین آمد و رفت کے طریقے اِس قدر آسان نہ تھے اسلیئے ایک ملک مین دوسرے ملک کی خبرین سالہا سال کے بعد پہونچتی تھین، اسلیے خلافت بغداد کی تباہی کے بعد ہندوستان مین کئی سال تک یہ معلوم نہ ہوسکا کہ مسلمانان عالم نے خلافت کا دوبارہ کیا نظام قائم کیا ہی، چنانچہ تاجرون اور مسافرون کی زبانی اِس کی تفتیش ہوتی رہتی تھی، اِس موقع پر ہم خود کچھ کہنا نہین چاہتے، بلکہ ایک معاصر مورخ کے بیان کو لفظ بلفظ نقل کر دیتے ہین، فیروز شاہی کا مصنف ضیاء برنی لکھتا ہی،

سلطان کے دل مین آیا کہ خلیفۂ عباسی کی اجازت کے	در خاطر افتاد کہ سلطنت و امارت سلاطین بے امر

دادن خلیفہ کہ از آل عباس بود، درست نیست وہر
پادشاہی کہ بے منشور خلفاے عباسی پادشاہی
کردہ است ویا پادشاہی کند متغلب بودہ است
ومتغلب بود، واز خلفاے عباسی سلطان بسیار
تتبع میکرد تا از بسیار مسافران شنید کہ خلیفہ از
آل عباس در مصر بر خلافت متمکن است وسلطان
محمد با اعوان وانصار دولت خود بآن خلیفہ کہ در
مصر است بیعت کردہ بود وبر سر کدوداری عرضداشت
بجانب خلیفہ سوار میکرد واز ہر بابت چیزہا دران
می نوشت وچون در شہر آمد نماز جمعہ ونماز اعیاد
را در توقف داشت واز سکہ نام خود در کنانید
وفرمود تا در سکہ نام ولقب خلیفہ نویسند ودر
عتقادِ خلافت آل عباس مبالغتہا کرد کہ در تحریر
وتقریر نتوان گنجانید، ص ۴۹۲

بغیر سلطنت وحکومت جائز نہین، جن بادشاہون نے
خلفاے عباسی کے فرمان کے بغیر حکومت کی ہے
یا آیندہ کرین وہ غاصب تھے اور غاصب ہونگے
سلطان خلیفۂ عباسی کے حالات دریافت کرتا
رہتا تھا، یہان تک کہ بہت سے مسافرون سے
اوسنے سنا کہ خلیفۂ عباسی مصر مین متمکن ہے، سلطان نے
یہ سنکر خود مع تمام ارکان دولت کے خلیفۂ مصر کی
بیعت کی اور ایک وفد کے ساتھ خلیفہ کی خدمت مین
عرضداشت بھیجا کرتا تھا اور اوسمین تمام باتین
لکھا کرتا تھا، جب دارالسلطنۃ مین پہنچا تو جمعہ اور عیدین
کی نماز (خلیفہ کے جواب آنے تک) بند کرادی،
اور سکہ سے اپنا نام مٹا کر خلیفہ کا نام ولقب کندہ کرایا
سلطان کو خلفاے عباسیہ کی خلافت کیساتھ اسقدر
عقیدت تھی کہ تقریر وتحریر مین وہ نہین سما سکتی،

سنہ ۷۴۴ھ مین حاجی سعید صرصری کی سرکردگی مین مصر کے دربار خلافت سے سلطان

کے لیے خلعت اور لواے سلطنت اور فرمان آیا، سلطان نے تمام ارکانِ دولت، علما، سادات اور مشائخ کے ساتھ شہر سے باہر نکلکر استقبال کیا، سواری سے اترکر فرمان وخلعت کو سر پر رکھا، قاصد خلافت کے پاؤن کو بوسہ دیا، تمام شہر مین جشن منایا گیا۔ جمعہ وعیدین کی نمازین شروع ہوئین، اسکے بعد سلطان اور خلیفہ کے مابین یہ نامۂ وپیام اور تحفہ تحائف برابر جاری رہے، ابن بطوطۂ مغربی جو اسی زمانہ مین ہندوستان آیا تھا، وہ بھی شہادت دیتا ہو کہ سلطان کو خلیفۂ وقت کے ساتھ حد درجہ عقیدت تھی، اور بہت سے واقعات اور وفد خلافت کے حالات لکھے ہین،

منجملہ اون کے ایک واقعہ یہ ہی جس سے معلوم ہوگا کہ سلطان کو خاندانِ خلافت سے کس درجہ عقیدت تھی، اور اِس سے عام ہندوستانی مسلمانون کی عقیدتمندی کا اندازہ لگانا چاہیے، خلیفہ مستنصر باللہ کے سلسلہ کا ایک عباسی خلیفہ زادہ جس کا نام غیاث الدین تھا، کسی سبب سے بغداد سے ترکستان چلا آیا تھا اور وہان حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کے مزار پر سالہا سال مجاور رہا، جب سلطان کی عقیدتمندی کا آوازہ پھیلا تو غیاث الدین ترکستان سے اپنے دو سفیر سلطان کے پاس بھیجے، بغداد کے جو لوگ ہندوستان مین مقیم تھے اونھون نے خلیفہ زادہ کی صحیح النسبی کی شہادت دی، سلطان نے عریضہ بھیجا اور بڑی منّت سے خلیفہ زادہ کو

ہندوستان آنے کی دعوت دی جب ہندوستان کی سرحد پر پہنچا تو وہان کے اُمرا کو استقبال کے لیے بھیجا،
جب سرستی تک سواری پہنچی، تو قاضی القضاۃ صدر جہان کمال الدین غزنوی
اور دوسرے ... استقبال کے لیے روانہ کیا، اور جب دلّی سے باہر مسعود آباد
مین موکب ہمایون پہنچا تو خود سلطان اکابر دربار کو لیکر نکلا، اور ایک معمولی
آدمی کی طرح پیادہ پا ہو کر خلیفہ زادہ کی رکاب تھامی، اور عرض کیا کہ "اگر مین
خلیفہ ابو العباس ... کی بیعت نہ کر چکا ہوتا تو آپکی بیعت کر لیتا"، خلیفہ زادہ نے
جواب دیا کہ "مین بھی اونھین کی بیعت پر ہون"، غرض بڑے تزک و احتشام سے
یہ سواری دلّی پہنچی، اور ایک ایوان شاہی قیام و سکونت کے لیے خاص کیا گیا،
اور مخدوم زادہ خطاب ہوا، دربار مین جب خلیفہ زادہ آتا تو سلطان خود اُٹھکر
تعظیم دیتا اور اپنے برابر تخت پر بٹھاتا، اسی اثنا مین یہ واقعہ پیش آیا کہ غزنی کا
ایک امیر جس سے مخدوم زادہ کا دل صاف نہ تھا دلّی آیا، سلطان نے اوسکے رہنے
کے لیے جو مکان متعیّن کیا وہ مخدوم زادہ کے قبضہ مین تھا، مخدوم زادہ نے اسکو
اپنی توہین سمجھا، اور فوراً وزیر سے آکر کہا کہ سلطان سے کہدو کہ اوسکے تمام ہدایا
اور نذرانے میرے پاس بدستور رکھے ہین وہ واپس منگوالے"، اتنا کہکر آزردگی
کی حالت مین دربار سے اوٹھ آیا، سلطان نے جب یہ سُنا تو اوسکے ہاتھ کے طوطے اُڑ گئے

دوڑا ہوا مخدوم زادہ کے مکان پر گیا، اور عام آدمیون کی طرح اجازت لیکر پیادہ اندر داخل ہوا، اپنے قصور کی معافی چاہی، مخدوم زادہ نے معاف کیا لیکن سلطان کے اِس جوش عقیدت کو دیکھو، عرض کرتا ہی، اے گوہر کان خلافت! مجھے اوسوقت تک اپنی برارت کا یقین نہ آئیگا جب تک پائے مبارک میری اِس ذلیل گردن پر نہو، خلیفہ زادہ نے کہا مجھسے تو یہ نہین ہوسکتا" لیکن سلطان کسی طرح راضی نہوا، اور زبردستی اپنا سر زمین پر ڈالدیا، آخر ایک امیر نے خلیفہ زادہ کے قدم کو اوٹھاکر آہستہ سے سلطان کی گردن پر رکھکر اوٹھالیا، سلطان نے کہا کہ اب مجھے حضور کی خوشنودی اور رضامندی کا یقین آیا، بطوطہ اِس واقعہ کو لکھکر کہتا ہی کہ "یہ ایسا عجیب وغریب واقعہ ہی، جوکسی بادشاہ کے متعلق سننے مین نہین آیا"،

بادشاہ کے مذاق کا اندازہ دربار کے شعرا کی زبان سے ہوتا ہی، مشہور شاعر بدر چاچ سلطان کے دربار کا شاعر تھا، اوسکے قصائد کا دیوان ہر جگہ ملتا ہی، تم اوسکا کوئی صفحہ کھولو، سلطان کی مدح کے ساتھ ساتھ امام عصر اور خلیفہ زمان کی ستایش توأم پاؤگے، شاید خشک تاریخی واقعات سے گھبرا اُٹھے ہو، بدر چاچ کے یہ چند اشعار کچھ دیر کے لیئے مجلس کا رنگ بدل دینگے، شروع سے چلو،

او شہنشاہ شریعت بود و منشور ش کتاب آنحضرت صلعم قرآن	این زمان قائم مقام اوامام اکبرست خلیفہ

شاہ ابن احمد ابو العباس امیر المومنین — آنکہ آلِ دودۂ عباس را افسر فرست
آفتابِ شرع و ملت، آسمانِ ملک و دین — آنکہ بر تختِ خلافت را جالش زیور ست
آنکہ از جان بیعتِ فرمانِ او بر دل نوشت — بادشاہِ شرق و غرب و حاکمِ بحر و بر ست
بو المجاہد ظلِ حق سلطان محمدؐ کز جلال — دودِ شمعِ بزمِ او شمعِ روانِ اخضر ست

مولی امیر المومنین سلطان محمدؐ شاہ دین — ہم بُرد آب تبین ہم فرّ دارا ریختہ
چون از خلیفہ شاہ را منشور آمد با لوا — شد باز نورِ والضحیٰ بر فرق اطہ ریختہ

شاہ محمدؐ آن ولیِّ عہدِ خلیفۂ زمان — کو چو امام چار مین شہرِ علوم را در ست
حضرت علیؓ

جب سلطان کے نام خلیفہ نے مصر سے فرمان سلطنت اور خلعت بھیجا تو شاعر نے
اِس تقریب مین حسب ذیل قصیدہ دربار مین پیش کیا،

جبرئیل از طاقِ گردون البشہر اگویان رسید — کز خلیفہ سوے سلطان خلعت و فرمان رسید
شاہ را بر کلِ عالم حکم مطلق داد امام — این خبر در ہفت کشور بر ہمہ شاہان رسید
جاہ حاسد را چو چاہِ یوسفی بے آب کرد — خلعتِ مصری کہ از کنعان بہ ہندستان رسید

ملک را باز و قوی شد، دین سرفرازی نمود　　شرع را حرمت فزدن شد، رونقِ ایمان رسید

راست عیدِ مومنان آمد که در سالے دو مه　　از امیر المومنین خلعت بروے سلطان رسید

هم بتاریخے که ماه از سال هفصید شد فزدن　　زین سفر ماهِ محرّم سابقِ شعبان رسید

یعنی محرم سنہ ۶۲۶ھ مین سابقِ شعبان یعنی رجب پہنچا، رجب قاصد کا نام تھا،

در د اسلامی که در سر داشت شاهنشاهِ عصر　　از ولیّ المسلمین این درد را درمان رسید

آسمان تا خلعت عباسیان در بر کشید　　شاهِ مشرق را چو مه یک نوبتِ جولان رسید

سلطان نے سفراے خلافت کی پیشوائی کس طرح کی اسکا حال سنو،

باستقبال فرمانے که از پیشِ امام آمد　　برهنه پاؤ سر کرده چو ایمان شد ز اسلامش

خلائق پیش و پس پویان، ملائک گرد حق گویان　　ز جز رعشه شده غلطان گهر بر نقرهٔ خامش

گه از شکر و ثناے حق شکری ریخت یاقوتش　　گهے بر لعل بیبارید مروارید، بادامش

چو شه پوشید خلعت را برنگ مردم دیده　　میان روز میدیدیم شب را بامهٔ تامش

ز آئینها که شد بسته ندیدم یکسر موے　　سرِ هر قبه را فرقے ز هفتم طاق و نه بامش

امیر المومنین فرمود تا هر جمعه بر منبر　　بهفت اقلیم میخوانند شاهنشاهِ اسلامش

ایک اور قصیدہ مین کہتا ہی،

دوشِ آن زمان کہ خسرِوِ زرّین قباے خور
آفتاب
در میکشید خلعتِ عباسیان ببر
سیاہ

یعنی رسید خلعت و فرمانِ سلطنت
از حضرتِ خلیفہ بدارائے بحر و بر

والیِ عصر احمدِ عباس امامِ حق،
داراے دہر وارثِ پیغمبرِ بشر

این جشن شادیست کہ از حضرتِ امام
آوردہ اند خلعت و فرمانِ معتبر

مضمونش آنکہ در کنفِ حفظ شاہ باد
بر روے خاک آبی و بادی و خشک و تر

اقلیم ترک در روم و خراسان چین و شام
مامور امر شاہ بد و نیک و خیر و شر

القاب شہ کہ بر سرِ منبر بر و خطیب
سلطان شرق و غرب شہنشاہِ بحر و بر

خلعت برنگ مردمکِ چشم داد امام
سیاہ
تا نورِ شرع در دلِ مردم کند اثر

جشن خلعت کی تقریب مین لکھا ہی،

بلے چنان خرم آباد، آنچنان شاہیست
کہ او متابعِ امر خلیفۂ دنیا است

ابوالربیع سلیمان خلیفۂ برحق
کہ آستان درش، آسمانِ عز و علاست

امامِ اُمّتِ احمد کہ خسروِ ہندش
سلطان
بجان غلام و بتن چاکر و بدل مولاست

اِس اخیر شعر کو پھر پڑھو، سلطان ہند خلیفۂ برحق کے ادنیٰ غلام و چاکر ہونے پر فخر کرتا ہی،

بہ تن متابعِ شرعِ محمدِ مرسل
بدل مطاوعِ امر خلیفۂ دنیا

ابوالربیع سلیمانِ عہدِ مستکفی
مدارِ شرعِ نبی شمعِ دودۂ خلفا

امامِ حق کہ شد او را محمدِ تغلق | بدل غلام و بہ تن چاکر و بجان مولا

آن بندۂ خلیفہ، در پیش تختِ بخت | نائب ہزار خاقان، حاجب ہزار قیصر

شاہِ محمد لقب، حیدرِ احمد نسب | زان با امامِ زمان بیعت او استوار

حاکمِ روئے زمین سلطان محمد شاہ دین | اے امامت بر ہمہ آفاق والی ساختہ
کبریائے تخت تو نہ طارم ششش روزہ را | گوشۂ دہلیز دار الملک دہلی ساختہ

غرض تمام قصاید اسی قسم کے اعترافات اور خلافت کی عقیدتمندی سے معمور ہین، سلطان نے خرم آباد کے نام سے ایک قلعہ مع مسجد تعمیر کرایا تھا اُسپر جو کتبے لگائے گئے تھے، اون مین ایک خلیفہ کے نام کا تھا،

می کند از کتابہائے درت | نظم مدحِ خلیفہ را تکرار
ان امامِ بحق کہ کردش بطوع | شاہ عالم بہ بندگیش قرار

سلطان محمد تغلق کو مسئلۂ خلافت سے جو عقیدت خاص تھی، اوسکا اثر

یہ ہو کہ اِس چھوٹے سے مضمون مین بھی اوسکی بیان کی وسعت اتنی پھیل گئی، بہرحال اس تمام داستان کو سمیٹکر ان کے ترتیبی نتائج پر نگاہ ڈالو،

۱- ادنیٰ مسلمانون کو چھوڑکر سلاطین تک خلافت کے باب مین کیا اعتقاد رکھتے تھے،

۲- ہر مسلمان بادشاہ جو اطراف عالم مین کہین حکمران ہو اوسکے لیے بھی ضروری ہی کہ خلیفہ وقت کا مطیع و فرمانبردار ہو، بلکہ اصلی حکومت درحقیقت خلیفۂ عصر کی ہوتی ہی، اور دیگر سلاطینِ زمانہ اوسکے نائب اور قائم مقام کی حیثیت رکھتے ہین،

۳- جب تک خلافت و بیعت امام نہو، جمعہ و عیدین تک روا نہین،

اِس سے معلوم ہو گا کہ آجکل علماء نے جو فتوے دیے ہین وہ محض سیاسی نہین بلکہ اونکی مذہبی حیثیت ہی اور یہ خودسر و مجنون و گستاخ مسلمان آج سے پہلے بھی ہندوستان کی سرزمین مین موجود تھے،

اسی زمانہ مین ایک اور مسلمان سپاہی سرزمین دکن مین ایک نئی قوت کی تعمیر مین مصروف تھا جس کا نام سلطنت بہمنیہ ہی، علاءالدین حسن کی سعی و کوشش سے آخرکار بہمنی سلطنت دکن مین قائم ہو گئی، لیکن تمکو معلوم ہی کہ اِس عظیم الشان سلطنت کے مراسم تاجپوشی کیونکر انجام پائے،

درمسجد بادشاہ قطب الدین صبح روز جمعہ ۲۴ ربیع الاوّل ۷۴۸ھ تاج شاہی بر سر تارک او گذاشتند و چتر سیاہ

کہ نشان خلفاے عباسی بود تیمناً و تبرکاً بر سرش گرفتند" (فرشتہ)

دلی مین محمد تغلق کی وفات کے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہوا، اور اوبرس چکے کہ اس وقت دکن مین بہمنی سلطنت قوت پکڑ رہی تھی، اور اسلئے دلی و دکن مین رقابت پیدا ہوگئی تھی، خلیفہ نے سلطان کو ہندوستان کی حکومت کا فرمان اور خلعت بھیجا، اور لکھا کہ سلاطین بہمنیہ کے ساتھ رفق و مدارت کا برتاؤ کرو، فرشتہ کی عبارت ہے،

"در ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور (۷۵۹ھ) خلعت و منشور خلیفہ عباسی مصر الحاکم بامر اللہ ابو الفتح بن ابی ربیع سلیمان متضمن تفویض ممالک ہندوستان و سفارش بادشاہان بہمنیہ دکن آمد"،

سنہ ۷۶۰ھ مین علاء الدین حسن نے وفات پائی اور اوس کا بیٹا سلطان محمد تخت نشین ہوا، اس کے لئے خلیفہ معتضد باللہ عباسی نے غالباً سنہ ۷۶۱ھ یا سنہ ۷۶۲ھ مین خلعت اور بہمنیہ کے خطبہ و سکہ کی منظوری کا فرمان بھیجا، سلطان خلعت کو سر پر رکھکر قیام گاہ تک لایا، اور شادیانے بجوائے، گویا یہ بہمنیہ خاندان کی فرمانروائی اور دکن کی خود مختاری کا دربار خلافت کی طرف سے اعلان تھا،

ظاہر ہی کہ اس اعلان سے فیروز شاہ کے اقتدار شاہی مین کس قدر تزلزل آگیا ہوگا، اسلئے ضرورت تھی کہ دربار خلافت کی طرف سے، ہندوستان خاص کی بادشاہی کا خاندان

---

[1] فرشتہ نے حاکم بامر اللہ ابو الفتح بن ابی ربیع سلیمان نام غلط در غلط لکھا ہے، ۷۵۳ھ مین معتضد باللہ ابو الفتح ابوبکر بن ابی الربیع سلیمان خلیفہ تھا، حاکم بامر اللہ ابو العباس احمد بن ابی الربیع سلیمان تھا جس نے ۷۵۳ھ مین وفات پائی

تعلق سے متعلق ہونا ظاہر کر دیا جائے، چنانچہ اس کے بعد ہی خلیفہ نے فیروز شاہ کے لیے دوسرا فرمان اور خلعت بھیجا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ فیروز شاہ کی سلطنت میں سکون اور قرار پیدا ہو گیا، چنانچہ خود اوس کے دربار کا مورخ ضیاے برنی لکھتا ہے۔

"مقدمہ نہم در بیان آنکہ از حضرت امیر المومنین خلیفہ عباسی دو کرت خلعت اولوالامری منشور اذن ولوا بادشاہی بر سلطان عصر و زمان فیروز شاہ السلطان رسیدہ و بادشاہی و اولوالامری خداوند عالم بدان استحکام گرفتہ"

درمدت شش سال . . . دو کرت از امیر المومنین خلیفہ عباسی منشور اولوالامری و خلعت بادشاہی ولواے سلطنت بدو رسیدہ وحق جل وعلی بادشاہ دین پرور دین پناہ مارا در عزت داشت منشور خلعت و فرستادگان امیر المومنین توفیق بخشید و شرائط حرمت مراحم امیر المومنین بالغا بلیغ بجا آورد، و ہم چنین دانست کہ منشور خلعت امیر المومنین از آسمان منزل شدہ است و از درگاہ مصطفے صلعم رسیدہ، عرضداشتے با تحفہ و ہدایا در نہایت تواضع، بندگی امیر المومنین روان کرد"

اس فرمان و خلعت کے آنے کا اثر کیا ہوا اوس کو سنو:۔

از میامن مناشیر و برکات خلعتہاے خلیفہ عباسی جمعات و اعیاد عامۂ اہل اسلام تزاید پذیرفت و از تاثیرات اذن اجازت عم زادۂ مصطفے صلعم فیض آسمانی درین دیار

سلہ صفحہ ۵۹۰ کلکتہ۔

متواتر منزل میگردد، وابواب بلا ہاے آسمانی از قحط ووبا مسدود گشتہ است واز حسن اعتقاد و دین پروری و دین پناہی بادشاہ اسلام شیر طغاۃ (باغی) از ممالک وکلی دفع شدہ است و دلہاے خواص و عوام اہالی مملکت باطاعت وانقیاد واخلاص و دولتخواہی درگاہ اوگرآمیند دامن واماں تمام پیدا شدو تشتت وتفرق، و تردد و ترس از باطنہا رفتہ"

تم نے اس اثر کو دیکھا صرف ایک کاغذ کی چند سطرون نے پورے ملک کے ہیجان مین سکون پیدا کر دیا، بادشاہ کا مذہبی وقار اوس کی مسلمان رعایا کے دلون مین پیدا ہو گیا، لوگون مین مذہبی سرگرمی آگئی، باغیون کی سازشون کا جال دفعتہ ٹوٹ گیا،

علامہ سیوطی تاریخ الخلفا مین لکھتے ہین کہ خلیفہ المستعین باللہ عباسی کے عہد خلافت مین سنہ ۸۱۴ھ مین غیاث الدین اعظم شاہ بن سکندر شاہ بادشاہ ہندوستان نے خلیفہ کے پاس قاصد بھیجا اور فرمان حکومت کی درخواست کی، اس نام کا بادشاہ نہ دلی مین نظر آتا ہے اور نہ دکن و بنگالہ[1] مین، یہ وہ زمانہ ہے جب تیمور کے حملون سے ہندوستان چور چور تھا اور ملک مین کوئی باقاعدہ حکومت قائم نہین تھی، ممکن ہے کسی امیر نے اس موقع سے خلیفہ کا فرمان حاصل کر کے فائدہ اٹھانا چاہا ہو،

---

[1] بنگالہ مین سلطان غیاث الدین بن سکندر شاہ ایک بادشاہ گذرا ہے، مگر اوس کا زمانہ وفات ۸۱۳ھ ہے اسلئے سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کون بادشاہ تھا، مین نے کسی امیر کا شبہہ ظاہر کیا ہے، مگر اسکے لئے کوئی سند میرے ہاتھ مین نہین،

۸۳۹ھ مین سلطان محمود خلجی نے مالوہ مین اپنی ایک مستقل سلطنت قائم کی، اور اوجین کے قریب منڈو کو اپنا دار السلطنتہ قرار دیا، اور ۳۴ سال نہایت عدل و انصاف، اور شہرت و نیکنامی کے ساتھ حکومت کرکے ۸۷۳ھ مین وفات پائی، سلطان کی فتوحات اور کارنامون نے گو بڑی وسعت حاصل کی تاہم ابھی شاہانہ اعزاز و احترام کے سبب بڑے رتبہ سے وہ محروم تھا، یعنی دربار خلافت سے اوسکو استقلال و خود مختاری کا فرمان نہین ملا تھا ۸۷۰ھ مین آخر وہ دن بھی آگیا، مستنجد باللہ خلیفہ عباسی نے مصر سے شرف الملک حاجب کے ساتھ خلعت شاہانہ اور فرمان سلطنت سلطان کیلئے بھیجا، سلطان نے مع اہل دربار کے اوسکا استقبال کیا، اور خلعت پہنا، اور منبرون پر سلطان کے نام کے ساتھ خلیفہ کا نام بھی خطبہ مین پڑھا گیا، اس واقعہ کے چند روز کے بعد سلطان نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جلوس ہی اور مین بھی یہی خلعت پہنے ایک گھوڑے پر سوار اوس جلوس مین شریک ہون، حاجب نے کہا کہ گھوڑے سے اتر جائیے، اتر گیا، آگے بڑھا تو ایک ابلق رنگ گھوڑا آسمان سے نیچے اوترا، حاجب نے مجھکو اوسپر سوار کیا، اور اب دیکھتا ہون کہ دلی کے دروازہ پہ ہون، ایک عرب نے آگے بڑھکر کہا کہ آپ اندر تشریف لیجائیے، اندر جاکر دیکھا تو دربار لگا تھا، تخت پر کچھ عرب سیاہ کپڑے پہنے بیٹھے تھے جنکا رنگ میرے خلعت ہی کے رنگ کا تھا، اوسی عرب نے مجھسے کہا کہ یہ خلفائے عباسیہ ہین، یہ منصور ہین، یہ رشید ہین، مین نے سلام کیا، اونھون نے دریافت کیا کہ یہ کون ہی، عرب نے کہا یہ ہمارا دوست محمود شاہ ہی،[1] یہ خواب ایک معمولی واقعہ ہی لیکن اس کے نقل کردینے سے مقصود یہ ہی کہ اس سے معلوم ہوگا

[1] یہ پورا واقعہ تاریخ گجرات ظفر الوالہ مین ہی، صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ لندن،

کہ سلاطین ہند کے دل و دماغ اور نفسیات پر خلفائے اسلام کا کس درجہ اثر تھا، اور اون کو خلافت اسلامیہ سے کس درجہ عقیدت تھی،

چند صفحے پہلے ہندوستان کے قدیم مورخین کی کوتاہ قلمی شکایت قلم سے نکل چکی ہے کہ وہ تاریخون مین اپنے اپنے عہد کے اس قسم کے واقعات کو عام اور معمولی سمجھ کر قلم انداز کرتے آئے ہین، اونھین یہ گمان نہ تھا کہ مسلمانون پر ایک زمانہ آئیگا جب یہی عام اور معمولی واقعات محتاج ثبوت و تصدیق ہوجائینگے، لیکن ایک عیسائی مورخ اڈورڈ طامس (E.dward Thamos) کی کوششین ہم مسلمانون کے شکریہ کی مستحق ہین جس نے بہت حد تک ہمارے بزرگون کے ادھورے کارنامون کو پورا کردیا ہے، اڈورڈ طامس آج سے پچاس برس پہلے انگلستان کا ایک مشہور مستشرق تھا اوس نے ۱۸۷۱ء مین سلاطین ہند کی تاریخ اونکے عہد کے سکون کے نقوش و کتبات سے مرتب کی ہے سلاطین اور بادشاہون کے سکے فراہم کیے ہین، اونکے کتبے پڑھے ہین اور اونپر پوری بحث کی ہے مین نے اس کتاب کے ایک ایک کتبہ کو پڑھا اور اوسکو عہد بعہد کی ترتیب سے یکجا فراہم کیا، ان کتبون کو پڑھکر کس درجہ حیرت ہوئی ہے کہ جو باتین تاریخ کے کرم خوردہ اوراق مین بہت کم پائی جاتی ہین، سونے چاندی کے پترون مین کس بہتات کے ساتھ موجود ہین

(١) ان مین سے ہر سکہ پر اور ہر کتبہ پر ہندوستان کے سلطان وقت کے نام کے
ساتھ برابر خلیفہ زمان کا نام بھی ثبت ہی، اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ سلطان
محمد تغلق کی طرح ہندوستان کے تمام سلاطین یہ اعتقاد عملی رکھتے تھے کہ وہ
کہ وہ بجاے خود مستقل بادشاہ نہین ہین بلکہ اونکی حیثیت اپنی مملکت مین
خلیفہ کے ایک نائب اور قائم مقام کی ہی، چنانچہ خود سکّون مین آپ
اسکی تصریح پائینگے (دیکھو نمبر ١-٦-٤-٧-٨)

(٢) یہ دیکھکر اور حیرت ہوتی ہی کہ نہ صرف سلاطین دہلی، بلکہ اطراف ہند کے وہ
بادشاہ بھی جو دہلی کی سلطنت سے ہٹکر اپنی مستقل خودمختار حکومتین قائم
کرتے تھے وہ ہزارون کوس دور پڑے ہوے خلیفہ کی اطاعت سے باہر
نہین تھے، چنانچہ سلاطین گجرات مالوہ و مشرق و بنگالہ کے سکے آپ کو
اسی قسم کے ملینگے،

(٣) ایک اور لطیف تر بات یہ ہی کہ ان مین سے بہت سے سکون پر سلاطین
وقت کے بجاے صرف خلفاے عصر کے نام ہین، اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ ان سلاطین کی غیرت یہ تھی کہ وہ خلفا کے مقابلہ مین اپنے کو مجازی بادشاہ
بھی کہلانا نہین چاہتے تھے،

(۴) عجیب یہ ہی کہ بعض سکّون پر سنسکرت خط مین "سری ہمیرا" اور "سری خلیفہ" اور سری شلیفہ" منقوش ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ نامسلمان رعایاے ہند تک کو یہ سمجھانا منظور تھا کہ ملک کا اصل حکمران خلیفہ ہی، انگریز محقق کہتے ہین کہ "ہمیرا" امیر المومنین کی اور "شلیفہ" خلیفہ کی خرابی ہی،

(۵) ان سکّون مین ایک اور بات آپ پائینگے جب کسی خلیفہ کا متعیّن نام و لقب نہین معلوم ہوا ہی تو صرف مطلق خلیفہ یا امیر المومنین کا لفظ لکھدیا ہے اور اگر کوئی ایسا زمانہ آیا ہو کہ کوئی خلافت قائم نہین ہوئی تو خلفاے اربعہ کے نام لکھدیے گئے ہین، مثلاً نمبر ۴۲ مین کہ یہ بغداد کی تباہی کا زمانہ ہی، اس سے معلوم ہوتا ہی کہ بہرحال کسی نہ کسی قسم کی خلافت کا ذکر وہ ضروری سمجھتے تھے،

(۶) یہ سکے معزّ الدین غوری سے لیکر بہ ترتیب ابراہیم شاہ سکندر لودی تک کے ہین، اسکے بعد تیموریہ سلطنت شروع ہوتی ہی، اور مصر مین خلفاے عباسیہ کا بھی خاتمہ قریب قریب ہو جاتا ہی، ان مین ہر سکّہ "ہندوستان اور خلافت" کے دعوی کے لیے دلائل کا ایک دفتر ہی،

ذیل مین ہم بہ ترتیب ان سکّون کو درج کرتے ہین،

سلاطین ہند کے سکوں کے کتبے

١

الله　لا اله الا الله
محمد رسول الله　الناصر بالله السلطان
السلطان المعظم الاعظم غیاث الدنیا
معز الدنیا والدین　والدین ابو الفتح
ابو المظفر محمد　محمد بن سام
بن سام　هو الذی ارسل رسوله علی الدین
غزنة فی شهور سنة　کله ولو کره المشرکون
اثنی وتسعین ستمائه

٢

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق
لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون
لا اله الا الله محمد رسول الله السلطان المعظم
غیاث الدنیا والدین ابو الفتح
محمد بن سام

ضرب هذا الکم فی بلدة غزنة سنة ست وتسعین وخمسمائه

الناصر لدین الله السلطان المعظم معز
الدنیا والدین ابو المظفر
محمد بن سام

٣

السلطان الاعظم　لا اله الا الله
معز الدنیا و　محمد رسول الله
الدین ابو المظفر　الناصر لدین الله
محمد بن سام　امیر المومنین
(ہندی میں) سری ہمیر۔　سری محمد سام پرتھوی

٤

قطب مینار دہلی کا کتبہ

السلطان المعظم شهنشاه الاعظم، مالک رقاب
الامم مولی ملوک العرب والعجم سلطان
السلاطین فی العالم، غیاث الدنیا والدین
معز الاسلام والمسلمین محی العدل فی العالمین

علاء الدولة القاهرة فلك الملة الطاهرة
جلال الامة الباهرة شهاب الخلافة باسط
الاحسان والرافة فی الثقلین، ظل الله فی
الخافقین الحامی لبلاد الله الراعی لعباد الله
محرز ممالک الدنیا ومظهر کلمة الله العلیا
ابو المظفر محمد بن سام قسیم امیر المومنین
خلد الله ملکه،

۵

مسجد قطبی کے شمالی جانب کے داخلہ کے دروازہ پر تاریخ سنہ ۵۹۲

بسم الله الرحمن الرحیم یدعوا الی دار السلام
ویهدی من یشاء الی صراط المستقیم فی شهور
سنة اثنتی وتسعین جرت هذه العمارة
بعالی امر السلطان المعظم معز الدنیا
والدین محمد بن سام ناصر امیر المومنین،

۶

السلطان المعظم لا اله الا الله
معز الدنیا و محمد رسول الله
الدین ابو المظفر الناصر لدین الله
امیر المومنین
محمد بن سام ضرب هذا الدینار ببلدة
غزنة فی شهور سنة ثلث و ستمائة

۷

لا اله الا الله السلطان المعز
محمد رسول الله عبده ومولاه تاج الدین
الناصر لدین الله یلدز السلطانی،
امیر المومنین
ضرب هذا الدرهم ببلدة
غزنة فی شهور سنة عشر و ستمائة

۸

القادر دہندی بن ا
لا اله الا الله ابیا کتمک
محمد رسول الله محمد ادا ترنریپا
یمین الدولة فی محمود
وامین الملة

محمود

بسم الله ضرب هذا الدرهم

بمحمود پور سنة ثمان عشرة

واربعمائة

۹

فی عهد الامام لا اله الا الله

المستنصر امیر محمد رسول الله

المومنین

۱۰

ہندی مین

مستنصر بالله سری خلیفه

۱۱

السلطان المعظم لا اله الا الله

شمس الدنیا والدین محمد رسول الله

ابو المظفر التمش المستنصر بامر الله

السلطان ناصر امیر المومنین امیر المومنین

اثنین وثلثین وستمائة

۱۲

السلطان المعظم ضرب

شمس الدنیا والدین نکور

ابو المظفر التمش محمد رسول الله

القطبی بزمان لدار الشمس ثمن وستمائة

امیر المومنین

۱۳

قطب مینار کے دوسرے منزل کے دروازہ پر

امر باتمام هذه العمارة الملک المؤید من السماء شمس الحق والدین

ایلتمش السلطانی ناصر امیر المومنین

۱۴

تیسرے منزل کے دروازہ پر

امر بهذه العمارة فی ایام دولة السلطان الاعظم شهنشاه المعظم

مالک رقاب الامم مولی ملوک الترک والعرب والعجم شمس الدنیا

والدین معز الاسلام والمسلمین ذو الامن والامان وارث ملک

سلیمان ابو المظفر ایلتمش ناصر امیر المومنین

۱۵

فی عهد الامام السلطان الاعظم

المستنصر بالله امیر ناصر الدنیا والدین

المومنین لله ابو المظفر محمود

شاه بن سلطان

۱۶

رضیہ کے سکون پر

المستنصر امیر المومنین

۱۷

السلطان الاعظم — لا اله الا الله

علاء الدنیا والدین — محمد رسول الله

ابو الفتح محمد — الناصر لدین الله

بن السلطان

بسم الله ضرب — امیر المومنین

هذا الدینار ببلدة غزنة فی شهور ثلاث عشر وستمائه

۱۸

الناصر — جلال الدنیا

لدین الله — والدین منکبرنی

امیر المومنین — بن السلطان

۱۹

الناصر لدین الله — العادل

امیر المومنین — الاعظم چنگز خان

۲۰

سیف الدنیا والدین — لا اله الا الله

ابو المظفر الحسن — محمد رسول الله

قتلغ — المستنصر بالله

هذا الدرهم فی شهور

سنة ثلث وثلثین وستمائه — امیر المومنین

۲۱

السلطان الاعظم — فی عهد الامام

جلالة الدنیا والدین — المستنصر امیر

ملکة ابنة التمش السلطان — المومنین

مصرة امیر المومنین — ضرب هذه الفضة بلکنوتی سنه

۲۲

السلطان الاعظم — فی عهد الامام

معز الدنیا والدین — المستنصر امیر

ابو المظفر بهرام شاه — المومنین

بن السلطان — ضرب بحضرة دهلی فی سنة ثمان

ناصر امیر المومنین — و ثلثین و ستمائه

۲۳

السلطان الاعظم — فی عهد الامام

علا الدنیا والدین ابو — المستنصر امیر

المظفر مسعود شاه — المومنین

بن السلطان ضرب دهلی

٢٤

فی عهد الامام

المستعصم امیر

المومنین

ضرب سنة احدی واربعین ستمائه

٢٥

ہندی میں

سری شلیفه سرایطان سری علاودین

٢٦

السلطان الاعظم فی عهد الامام

ناصر الدنیا والدین المستعصم امیر

ابو المظفر محمود المومنین

بن السلطان

ضرب هذه الفضة بحضرة دهلی فی سنة اربع وخمسین ستمائه

٢٧

السلطان الاعظم فی عهد الامام

ناصر الدنیا والدین المستعصم امیر

المظفر محمود بن السلطان المومنین

خمسین

٢٨

السلطان الاعظم الامام

غیاث الدنیا والدین المستعصم امیر

ابو المظفر بلبن المومنین

السلطان

ضرب هذه السکة بحضرة دهلی فی سنة ثمانین وستمائة

٢٩

کتبہ جامع مسجد گڑھ مکتیسر ضلع میرٹھ

مبنی هذه العمارة فی عهد السلطنة (؟) السلطان الاعظم

شهنشاه المعظم غیاث الدنیا والدین ابو المظفر بلبن السلطان

ناصر امیر المومنین... سنة اثنی وثمانین وستمایة

٣٠

السلطان الاعظم الاما

معز الدنیا والدین المستعصم امیر

ابو المظفر کیقباد المومنین

السلطان

ضرب هذه الفضة بحضرة دهلی فی سنة سبع وثمانین وستمائة

٣١

السلطان الاعظم الامام

جلال الدنیا والدین المستعصم
ابوالمظفر فیروزشاه امیرالمومنین
السلطان
ضرب هذه الفضة بحضرة دهلی فی سنة احدی وتسعین ستمائة

٣٢

السلطان الاعظم الامام
رکن الدنیا والدین ابو المستعصم
المظفر کیکاؤس سلطان امیرالمومنین
ابن سلطان بن سلطان
ضرب هذه الفضة بحضرة للمنوتی سنة خمس وتسعین ستمائة

٣٣

السلطان الاعظم السلطان الاعظم
رکن الدنیا والدین جلال الدنیا والدین
ابوالمظفر ابراهیم شاه فیروزشاه ناصر
السلطان بن امیرالمومنین
ضرب هذه الفضة بحضرة دهلی سنة خمس وتسعین وستمائة

٣٤

السلطان سکندر الثانی

علاء الدنیا والدین یمین الخلافة ناصر
ابوالمظفر محمد شاه امیرالمومنین
السلطان
ضرب هذه السکة بحضرة دهلی سنة تسع سبعمائة

٣٥

محراب قطب دہلی پر مورخہ ١٠ شوال ٧١٠ه

حضرت علیا خدایگان سلاطین مصطفی جاه الصادع امر الله
المخصوص بعنایت اکرم الاکرمین علاء الدنیا والدین غوث الاسلام والمسلمین
معز الملوک والسلاطین القایم بتائید الرحمان ابوالمظفر محمد شاه
السلطان سکندر ثانی یمین الخلافة ناصر امیرالمومنین
خلد الله ملکه بناء این خیرات سنت وجماعت عمارت فرمود

٣٦

الامام الاعظم السلطان بن
خلیفة رب العالمین السلطان الواثق
قطب الدنیا والدین بالله امیرالمومنین
ابوالمظفر مبارک شاه
ضرب هذه السکة بقلعة قطب آباد فی سنة ثمان عشر وسبعمائة

۳۷

السلطان الاعظم اسکندر الزمان

قطب الدنیا والدین یمین الخلافة ناصر

ابو المظفر مبارک شاه امیر المومنین

السلطان بن السلطان

ضرب هذه الفضة بحضرة دهلی فی سنة سبع عشر وسبعمائة

۳۸

الامام الاعظم السلطان ابن

خلیفة رب العالمین السلطان الواثق

قطب الدنیا والدین بالله امیر المومنین

ابو المظفر مبارک شاه

ضرب هذه السکة بحضرة دار الخلافة فی سنة ثمان عشر وسبعمائة

۳۹

الامام الاعظم مبارکشاه السلطان

قطب الدنیا والدین ابن السلطان الواثق

ابو المظفر خلیفة الله بالله امیر المومنین

ضرب هذه الفضة بحضرة دار الخلافة فی سنة سبع عشر وسبعمائة

۴۰

السلطان الاعظم خسرو شاه السلطان

ناصر الدنیا والدین الواثق بتایید الرحمن

ابو المظفر ولی امیر المومنین

ضرب هذه الفضة بعشرین وسبعمائة

۴۱

السلطان الا خسرو شاه

عظم ناصر الدنیا السلطان ولی امیر المومنین

والدین

۴۲

السلطان الغازی غیاث سکندر الثانی یمین الخلافة

الدنیا والدین ابو المظفر ناصر امیر المومنین

۴۳

السلطان الغازی تغلق شاه

غیاث الدنیا والدین السلطان ناصر

ابو المظفر امیر المومنین

ضرب هذه السکة بحضرة دهلی فی سنة احدی عشرین وسبعمائة

۴۴

السلطان الغازی تغلق شاه

غیاث الدنیا والدین السلطان ناصر

ابو المظفر امیر المومنین

ضرب هذا السکة بقلعة دیوگیر فی سنة احدی وعشرین وسبعمائة

۴۵

السلطان الاعظم — الامام

شمس الدنیا والدین — المستعصم

ابوالمظفر فیروز شاہ — امیرالمومنین

السلطان

ضرب هذا الفضة بحضرت لکھنوتی سنة عشرین سبعمائة

۴۶

الامام — السلطان الاعظم

المستعصم — شمس الدنیا والدین

امیرالمومنین — ابوالمظفر بہادر شاہ

السلطان بن السلطان

ضرب هذا ر...

۴۷

الامام — السلطان الاعظم

المستعصم — غیاث الدنیا والدین

امیرالمومنین — ابوالمظفر بہادر شاہ

ضرب هذا الفضة بحضرت لکھنوتی سنة احد عشر وسبعمائة

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں خلافت عباسیہ بہم ادخلافت مصر قائم نشین ہوئی تھی ایسے اس عہد کے سکوں میں خلفائے اربعہ کے نام ملتے ہیں

۴۸

ابوبکر — لا اله الا

المجاہد فی — الله محمد

سبیل الله — رسول الله

محمد بن تغلق شاہ

۷۲۷ھ ضرب هذا السکة بدار الاسلام فی سنة سبع وعشرین وسبعمائة

ایک اور اسی سکہ اسی کتبہ کا سنہ ۷۳۰ھ تک کا ہے جو حضرت گاذرون میں مضروب ہوا تھا

۴۹

ضرب هذا الدینار فی زمان الامام المستکفی

الخلیفة الدهلی فی شهور بالله امیرالمومنین ابوالربیع

سنة احدی واربعین سبعمائة سلیمان خلد الله خلافته

۵۰

خلیفة الله — المستکفی بالله

فی شهور — سنة

۵۱

الامام الاعظم خلیفة الله فی العالمین

المستکفی بالله امیرالمومنین

ضرب هذا السکة دولت آباد سنة اربع واربعین و سبعمائة

۵۲

فی زمان الامام	الله ابو
امیر المومنین	العباس احمد
الحاکم بامر	خلد ملکه

۵۳

خلیفة الله	المستکفی بالله
فی شهور	سنة ۷۴۲

۵۴

الله الکفی	والخلیفة المستکفی
فی شهور	سنة ۷۴۲

۵۵

الحاکم بامر الله	ابو العباس
سنه ۷۴۸	احمد

۵۶

واثق بتائید یزدانی فیروز سلطانی

ضربت هذا السکة فی زمان الامام ابو العباس احمد

خلدت ملکه

۵۷

السلطان الاعظم فی زمن الامام

سیف امیر المومنین امیر المومنین ابو الفتح

ابو المظفر فیروز شاه خلدت خلافته

السلطانی خلدت ملکه

ضربت هذا السکة بحضر.. .ین و سبعمائه

۵۸

۱- السلطان الاعظم سیف امیر المومنین ابو المظفر فیروز شاه السلطانی خلد ملکه

۲- ضربت هذا السکة فی زمن الامام امیر المومنین ابی الفتح المعتضد بالله

خلد ملکه

۵۹

۱- السلطان الاعظم سیف امیر المومنین ابو المظفر فیروز شاه السلطانی

خلد ملکه

۲- فی زمن الامام امیر المومنین ابی عبد الله خلد خلافته

ضرب هذه

۶۰

فیروز شاه سلطانی

نائب امیر المومنین

۶۱

فیروز شاه سلطانی ضرب بحضرت دهلی

الخلیفة امیر المومنین خلد خلافته

۶۲

فیروز شاه سلطانی خلد ملکه

الخليفة ابو الفتح خلدت خلافته

٦٣

الخليفة ابو عبد الله خلدت خلافته ۷۸۴

٦٤

فیروز شاه سلطانی

ابو العباس احمد

٦٥

فیروز سلطانی

خليفة ابو الفتح

٦٦

فیروز شاه

ابو عبد الله خلدت خلافته

٦٧

شاه فی زمن الامام

فتحخان فیروز امیر المومنین

خلد الله ظلاله ابو الفتح المعتضد بالله

وجلاله خلد خلافته

٦٨

السلطان الاعظم فی زمن الامام

فیروز شاه ظفر امیر المومنین

بن فیروز شاه ابو عبد الله

السلطانی خلدت خلافته

٦٩

فیروز شاه ظفر السلطانی ... دهلی

الخليفة امير المومنين خلدت خلافته

٧٠

فیروز شاه ظفر سلطانی ضربت بحضرت دهلی

الخليفة ابو عبد الله خلدت خلافته ۷۹۱

٧١

فیروز شاه ابو عبد الله

ظفر ابن خلدت خلافته

فیروز شاه

٧٢

فیروز الخليفة

شاه ظفر ابو عبد الله

السلطان خلد خلافته

٧٣

تغلق شاه نائب

سلطانی ضربت امیر المومنین

بحضرة دهلی ۷۹۰

٧٤

تغلق شاه ابو عبد الله

سلطانی ۷۹۰

۷۵

ابوبکر شاہ الخلیفۃ ابو

بن ظفر بن فیروز شاہ عبد اللہ خلدت

سلطانی خلافتہ ۷۹۱

۷۶

ابوبکر شاہ

ظفر بن فیروز شاہ سلطانی

نائب امیر المومنین ۷۹۱

۷۷

ابوبکر شاہ نائب

ظفر بن فیروز شاہ امیر المومنین

سلطانی خلدت خلافتہ ۷۹۲

۷۸

محمد شاہ فیروز شاہ سلطانی

ابو عبد اللہ خلدت خلافتہ

ضربت بحضرۃ دہلی سنہ ۹۰

۷۹

السلطان الاعظم ابو الحامد محمد شاہ فیروز شاہ سلطانی

فی زمن الامام امیر المومنین خلدت خلافتہ ۷۹۲

سلطانی الخلیفۃ ابو

فیروز شاہ عبد اللہ خلدت

محمد شاہ خلافتہ ۷۹۳

۸۱

محمد شاہ

ضربت بحضرۃ دہلی

نائب امیر المومنین ۷۹۲

۸۲

السلطان الاعظم فی زمن

ابو المجاہد محمد شاہ امیر المومنین

فیروز شاہ خلدت خلافتہ ۸۱۰ (۲)

سلطانی

۸۳

سکندر شاہ محمد شاہ سلطانی

الخلیفۃ ابو عبد اللہ خلدت خلافتہ

۸۴

السلطان الاعظم فی زمن الاما

ابو الحامد محمود شاہ امیر المومنین

محمد شاہ فیروز سلطانی خلدت خلافتہ

سلطانی

۸۵

محمود شاہ محمد شاہ سلطانی

الخلیفۃ ابو عبد اللہ خلدت خلافتہ ۷۹۶

۸۶

محمود شاه

سلطان ضربت بحضرة دهلی

نائب امیر المومنین ۸۱۳

۸۷

نصرت شاه سلطانی

نائب امیر المومنین

۸۸

فی عهد السلطان الغازی المتوکل

علی الرحمان مبارکشاه سلطان

فی زمن الامام امیر المومنین خلدت خلافته ۸۲۵

۸۹

مبارکشاه

سلطان ضربت بحضرة دهلی

نائب امیر المومنین ۸۳۳

۹۰

السلطان ابو المجاهد محمد شاه فرید شاه خضر شاه سلطانی

فی زمن الامام امیر المومنین خلدت خلافته ۸۴۶

۹۱

سلطان محمد شاه بن فرید شاه بحضرت دهلی

الخلیفة امیر المومنین خلدت خلافته

۹۲

سلطان عالم شاه بن محمد شاه بحضرة دهلی

الخلیفة امیر المومنین خلد خلافته ۸۵۲

۹۳

عالمشاه

نائب امیر المومنین ۸۵۳

۹۴

المتوکل علی	فی زمن
الرحمن بهلول	امیر المومنین
شاه سلطان	
بحضرت دهلی	خلدت خلافته

۹۵

بهلول شاه سلطان بحضرت دهلی

الخلیفة امیر المومنین خلدت خلافته

۹۶

بهلول شاه

السلطان

نائب امیر المومنین ۸۸۸

۹۷

المتوکل علی الرحمن	فی زمن
سکندر شاه	امیر المومنین

بهلال شاه سلطان

بحضرة دهلی خلدت خلافته

۹۸

۹۰۵ سنه

المتوکل علی الرحمن سکندر شاه بهلول شاه

امیر المومنین خلدت خلافته

۹۹

المتوکل علی فی زمن

الرحمن ابراهیم شاه امیر المومنین

سلطان خلدت خلافته

۱۰۰

ابراهیم شاه سلطان

امیر المومنین خلدت خلافته

۱۰۱

ابراهیم شاه سکندر

امیر المومنین خلدت خلافته ۹۲۶

سلاطین بنگاله

۱۰۲

سلطان الاعظم یمین خلیفة الله

فخر الدنیا والدین ناصر امیر

ابو المظفر مبارکشاه المومنین

السلطان

ضرب هذا السکة بحضرة جلال سنارگانو سنة ثلثین وسبعمائه

۱۰۳

السلطان الاعظم سکندر الزمان

علاء الدنیا والدین المخصوص

ابو المظفر علی شاه بعنایة الرحمن ناصر

السلطان امیر المومنین

ضرب هذه الفضة السکة فی البلدة فیروزآباد سنة اثنی اربعین وسبعمائه

۱۰۴

السلطان الاعظم یمین الخلافة

اختیار الدنیا والدین ناصر امیر

ابو المظفر غازیشاه المومنین

السلطان بن السلطان

ضرب هذه السکة بحضرة جلال سنارگانو سنه ثمن وخمسین سبعمائه

سلاطین مالوه

۱۰۵

الخلیفة امیر المومنین خلد الله خلافته

ابو المظفر محمود شاه خلجی ضرب بحضرت شادیاباد

۱۰۷ جونپور		۱۰۶ بہمنیہ[۱] دکن	
نائب	باربکشاہ	السلطان الاعظم	سکندر الثانی
امیر المومنین	السلطان	علاؤ الدنیا والدین	یمین الخلافۃ ناصر
بشہر جونپور		ابو المظفر بہمن شاہ	امیر المومنین
۸۹۲		السلطان	

اس آخری سکہ کے معنے پر ذرا تامل کرو، سلطان باربکشاہ" جونپور مین امیر المومنین کا نائب" نمبر ۳۶ مین فیروز شاہ دہلی مین اپنے کو امیر المومنین کا نائب کہتا ہی، اس کے بعد تغلق شاہ (۷۷) ابو ظفر بن فیروز شاہ (۷۹) محمد شاہ (۸۴) محمود شاہ (۸۹) نصرت شاہ (۹۰) مبارک شاہ (۹۲) عالم شاہ (۹۶) بہلول شاہ سب اپنے کو مستقل بادشاہ و سلطان نہین بلکہ اپنے کو خلیفۂ زمان کا محض نائب کہتے ہین، اسی شاہانہ اعتقاد پر عام مسلمانون کی عقیدت کو قیاس کرنا چاہیئے، اور سمجھنا چاہیئے کہ آج جو غل و شور ہے، وہ بے حقیقت اور بے معنی نہین ہے،

---

[۱] یہ سکہ، بنگال ایشیاٹک سوسائٹی جرنل بابت سنہ ۱۹۰۹ء صفحہ ۳۰۹ مین چھپا ہی، یہ بہمنیہ سلطنت کا پہلا بادشاہ تھا سنہ ۷۴۸ھ سے ۷۵۹ھ تک اسکا زمانہ ہے،

خلافتِ آلِ عثمان

گذشتہ صفحات مین مسئلہ خلافت اور تیموریون سے قبل کے ہندوستان کے تاریخی پہلو نمایان کیے گئے ہین اور آغاز خلافت سے مصر کی آخری عباسی خلافت تک کے واقعات لکھے گئے ہین اب اِس کے بعد وہ وقت آتا ہے جب ایک طرف سلطان سلیم پہلا خلیفہ عثمانی مصر شام و عرب کو اپنے احاطۂ اقتدار مین لاتا ہے اور دوسری طرف فرزندان تیمور ہندوستان کی مغربی سرحد مین قسمت آزمائی کرتے ہین، اسی اثنار مین اودھر سلطان سلیمان اعظم قسطنطنیہ کے تخت پر قدم رکھتا ہے اور ادھر بابر ہندوستان کا میدان جیت لیتا ہے،

۹۲۳ھ مین مصر و شام وغیرہ عثمانی اقتدار مین داخل ہوئے ۹۲۶ھ مین سلطان سلیم نے وفات پائی اور سلطان سلیمان اوس کا جانشین ہوا، اور ۹۳۲ھ مین بابر ہندوستان کے فرمانروائے مطلق کی صورت مین ظاہر ہوا،

عثمانی اور تیموری دونون خاندان نسلاً ترک تھے، دونون اپنا سلسلۂ نسب چنگیز اور ہلاکو سے ملاتے تھے، نوین صدی ہجری کے وسط مین تیمور اُٹھا اور ایشیا

مین ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی، بایزید یلدرم اِس وقت یورپ کے خرمنون پر
برق و صاعقہ بنکر گر رہا تھا عین اُس وقت طرابزون کی یونانی ریاست کی دعوت پر
سنہ ۱۴۰۰ء مین تیمور بایزید کے مقابلہ کو نکلا، اب بایزید کو دفعتہً اپنے سیلاب کو مغرب سے
مشرق، اور یورپ سے ایشیا کی طرف موڑنا پڑا اور اس مین اوس کو ناکامی ہوئی،
اور تیمور کے ہاتھ گرفتار ہوکر مر گیا، سلطنت عثمانیہ اِس جھٹکے سے جو اوسی کے ایک
ہم خاندان اور ہم مذہب کے ہاتھ سے اوس کو لگا تھا گو بہت جلد سنبھل گئی، تاہم
دونون خاندانون مین ایک رقابت کی صورت پیدا ہوگئی، ترکانِ عثمان تو اِس
اتفاقی حادثہ کو فوراً بھول گئے، مگر تیموریون سے اپنے بانی خاندان کے اِس فخر و
ناز کے کارنامہ کا نشہ ایک مدت تک اتر نہ سکا، اور اخیر اخیر تک آلِ عثمان کے
جاہ و حشم، زر و زور و قوت، نیکی و شہرت کا حریفانہ کانٹا اون کے دلون مین چبھتا رہا،

اِس حکایت کو یہین ناتمام چھوڑ کر ناظرین کی عنان توجہ اب دوسری
جانب موڑتا ہون،

یہ وہ زمانہ تھا جب اسپینی اور پرتگالی اندلس کے مسلمانون کا خاتمہ کرکے اپنے
حوصلون مین نیا زور پاتے تھے، قسطنطنیہ اور مصر کے راستہ پر مسلمانون کے مضبوط
قبضہ کے باعث مشرق اور خصوصاً ہندوستان کے لئے ایک نئے راستہ کی تلاش

مین تھے، اوس وقت یورپ اور ہندوستان کی تجارت مسلمانون کے ہاتھون مین تھی اسپینی ملاح تو ہندوستان کے سُراغ مین بھٹک کر نئی دنیا (امریکہ) پہنچے، لیکن پرتگالی واسکوڈی گاما کے زیر ہدایت افریقہ ہو کر ہندوستان کے سواحل پر نمودار ہو گئے، اور پھر بار بار کی آمد و رفت سے اِس تمام بحری راستہ پر قبضۂ مالکانہ جما لیا، جہان جہان بیچ مین مسلمانون کی بحری تجارتی منڈیان ملین اون کو تہ و بالا کر دیا،

اکتشاف ارضی اور توسیع تجارت کے نام سے یہ بحری لوٹیرے بحر ہند مین ادھر اودھر اپنے جہازی گھوڑے دوڑاتے پھرتے تھے، عرب اور ہندوستان کے ساحلی مقامات اون کی لوٹ مار سے برباد ہو رہے تھے، ساحلون اور جزیرون مین مسلمانونکا قتل عام ہو رہا تھا اور مسجدین ٹوٹ ٹوٹ کر کلیسا بن رہی تھین، موپلہ جو عرب مصر اور ہندوستان کے درمیانی بیوپاری تھے، اور کالیکٹ (مدراس) اونکا مرکز تھا اون کے تجارتی کاروبار توڑے پھوڑے جا رہے تھے، کالیکٹ کے راجہ کو اِس پر مجبور کیا گیا کہ وہ مسلمانون کو عرب آنے جانے سے روک دے، اوس نے اِس کو نامنظور کیا، اور اِس کی خاطر اوس کو لڑائی لڑنا پڑی، پرتگالیون نے کوچی (ساحل ہند) پر قبضہ کیا، اور مسلمانون کو قتل کیا، اور مسجد کو کلیسا بنا لیا، پھر رفتہ رفتہ عرب کے سواحل پر عدن، ہرمز، بریم وغیرہ کو، اور ہندوستان کے سواحل مین سے گوا جیبول، دابل، دیو

اور دمن وغیرہ کو تاخت و تاراج کرنے لگے ۹۱۵؁ھ مین کالیکٹ پر حملہ کر کے شہر کو لوٹ لیا اور وہان کی جامع مسجد کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا، یہی حال اونھون نے عرب کے ساحلی شہرون کا کر رکھا تھا، حاجیون کے جہازات اون کے حکم اور اجازت اور محصول کے بغیر ہندوستان کے ساحلون سے جنبش نہین کر سکتے تھے[۱]

بہرحال یہ پر درد داستان بہت طویل ہی، اور کبھی فرصت سے سننے کے قابل ہے، اس وقت ہندوستان کی مرکزی حکومت لودیون کے کمزور ہاتھون مین تھی، دکن اور گجرات مین طوائف الملوک حکمران تھے، انھین بیچارون نے مل ملا کر اپنی بحری قوت کو یکجا کیا، عرب کی طرف سے مصر کی آخری عباسی خلافت کے قائم مقام سلطان قانصو غوری نے اپنے جہازات بھیجے، سلطان محمود گجراتی، سلطان محمود بھمنی، سلطان یوسف عادل شاہ، اور راجۂ ملیبار نے بھی اپنے بیڑون کو شامل کیا، لیکن بدقسمتی کہ اس متحدہ قوت نے بھی اون سے شکست کھائی، یہ سب کچھ ہو ہی رہا تھا کہ سلطان سلیم نے مصر و عرب کی حفاظت کا بار اپنے مضبوط کندھون پر اُٹھا لیا، سلطان سلیم اپنے اعلان خلافت کے بعد صرف تین برس زندہ رہا، ۹۲۶؁ھ مین

---

[۱] یہ واقعات ہندوستان کی انگریزی تاریخون مین یورپین تاجرون کی آمد ہند کی تمہید مین مذکور ہین، لیکن دوسری طرف کا بیان تم بنگال و گجرات اور دکن کی پچھلی تاریخون مین پڑھ سکتے ہو، اس وقت ریاض السلاطین (تاریخ بنگالہ) ظفر الوالہ (تاریخ گجرات عربی) تاریخ گجرات میر ابوتراب فارسی، اور کتاب روح الروح فی الفتوح (قلمی تاریخ یمن، موجودہ کتبخانۂ دار المصنفین) میرے پیش نظر ہین،

سلطان سلیمان اعظم اوس کا جانشین ہوا جس نے اپنے باپ کی مذہبی بلند حوصلگیون کے خواب کو پورا کر دیا، دنیائے اسلام کے دوسرے ملکون کی طرح ہندوستان نے بھی اوس کی خلافت اور مذہبی عظمت کو تسلیم کیا، اِس کا اثر سب سے پہلے گجرات کے سلاطین پر پڑا جن کے عرب اور دیگر ممالک اسلامیہ سے براہ راست تعلقات تھے،

گجرات کے ایک محدث عالم محمد بن عمر آصفی الغخانی جن کی آمد رفت مکہ معظمہ مین رہا کرتی تھی، اور جو سلاطین گجرات کے دربارون مین بھی معزز تھے، اونھون نے عربی مین ظفر الوالہ نام گجرات کی ایک تاریخ لکھی ہے، اور جس کو گورنمنٹ آف انڈیا شاید اب اپنی بدقسمتی سمجھے کہ اوس نے چھاپکر شائع کیا ہے، اِس تاریخ مین گجرات کے بلکہ ہندوستان کے مایۂ ناز محدث شیخ علی متقی مہاجر، صاحب کنز العمال کے حالات مین ہی کہ جب وہ ہندوستان چھوڑ کر عرب گئے اور سلطان سلیمان کے کانون تک اونکی شہرت پہنچی تو سلطان نے اون سے دعا کی آرزو کی، اِس تقریب سے شیخ محمد آصفی سلطان سلیمان کا نام اپنی زبان پر لاتے ہین اور اوس کے بعد کہتے ہین،

وکان فی وقتہ سلطان الاسلام علی الاطلاق	اِس وقت ترکی کا بادشاہ، اسلام کا سلطان علی الاطلاق تھا
والخلیفۃ اللہ فی الآفاق، وھو سلیمان خان[1]،	اور تمام دنیا مین خدا کا خلیفہ تھا، اور وہ سلیمان تھا

علامہ قطبی نہروالی (گجرات) نے جو مکہ مین سلطان گجرات کے مدرسہ مین مدرس تھے اپنی تاریخ اعلام بیت اللہ الحرام

[1] صفحہ (۳۱۶)

مین، جو چھپ گئی ہے بیسیون جگہ سلیمان اور اوسکے بعد کے سلاطین کو خلفا اور امرائے مومنین کہکر خطاب کیا ہے
سلاطین گجرات نے پرتگالیون کی نئی توپون اور جہازون کے سامنے
اپنے کو بیدست و پا پاکر آخر آستانۂ خلافت کی طرف رجوع کیا، ہندوستان کے
سمندرون مین یہ حوادث اور سانحے پیش آرہے تھے کہ اوس کے میدانون مین
بابر اپنی بارہ ہزار کی جمعیت سے آموجود ہوا، اور دم کے دم مین لودیون کی بساط
اُلٹ کر ہندوستان کا بادشاہ بن گیا،

تمھین معلوم ہے کہ آل تیمور اور آل عثمان باہم حریف کی حیثیت رکھتے تھے
لیکن انصاف بالاے طاعت است و مذہب بالاے سیاست، اِس ناگواری
کے باوجود شاہان تیمور اوس قبلۂ اسلام کو تو نہین چھوڑ سکتے تھے جہان آل عثمان
کے نام کا خطبہ ہر ہفتہ پڑھا جاتا تھا، اور نہ اون حرمین کے حقوق و فرائض کو بھلا سکتے تھے،
جن کی حفاظت و خدمتگذاری اب سلاطین عثمان کے تاج قیصری کا طرہ تھی، اوس
حجاز کی آمد و رفت بند نہین کر سکتے تھے، جہان ہر سال اون کے امرا اور رعایا جوق
درجوق خلیفۂ عثمانی کے زیر سیادت اداے حج کے لئے جاتے تھے، اور بالآخر اگر اونکو
خود توفیق ملتی تو وہ منبر کے نیچے بیٹھکر اپنے نام کا نہین بلکہ قسطنطنیہ ہی کے سلطان کے نام کا
خطبہ سنتے، اسلئے وہ کسی نہ کسی طرح سلاطین عثمان کی مذہبی برتری، اور امامت کبریٰ کے

ماننے پر مجبور تھے،

۹۳۲ھ میں بابر نے ہندوستان کے تخت پر قدم رکھا، لیکن تم کو معلوم ہی کہ اس عظیم الشان کامیابی کے بعد شہنشاہ ہند نے اپنا پہلا فرض کیا محسوس کیا؛ ترکستان کے علماء کو انعامات بھیجے، اور حرمین اور مزارات متبرکہ میں جو خلیفہ عثمانی کے زیر سیادت تھے نذر و فتوحات ارسال کئے، مورخ بدایونی کی عبارت ہی۔ "بمکہ و مدینۂ مقدسہ و مزارات متبرکہ نذرہا ارسال داشت" بابر نے ایک نیا خط ایجاد کیا تھا، جس کا نام "خط بابری" پڑ گیا تھا، اس خط میں خاص اپنے قلم سے قرآن مجید کا ایک نسخہ لکھکر مکہ معظمہ تحفہ بھیجا،

ہمایون ۹۳۷ھ میں بابر نے وفات پائی، اور ہمایون نے تخت حکومت پر قدم رکھا، ایک قیدی شاہزادہ نے بھاگ کر سلطان گجرات کے ہان پناہ لی اس تقریب سے ہمایون کو گجرات پر حملہ کرنے کا موقع ہاتھ آیا، اب گجرات دو نشانون کے بیچ میں تھا، خشکی کے راستہ سے ہمایون حملہ آور تھا، اور دریائی راستہ سے پرتگالی سواحل کو برباد کر رہے تھے، سلطان گجرات نے پرتگالیون کے مقابلہ میں آستانۂ خلافت سے جو امداد طلب کی تھی وہ روانہ ہو چکی تھی، سلیمان پاشا کی قیادت میں ترکی جہازات کا بیڑا عرب کے سواحل پر نمودار ہوا، اور یمن کے سواحل کے انتظامات سے

فارغ ہوکر ۹۴۲ھ مین ہندوستان کے بندرگاہ کی طرف روانہ ہوا، یہان پہنچکر اوس نے
پرتگالیون کا قلع قمع شروع کردیا لیکن پاشا نے غلطی یہ کی کہ اپنے طرز سے ہندوستانیون پر
یہ ظاہر کیا کہ وہ گویا ہندوستان کی فتح کے ارادہ سے آیا ہی، گجرات کے سلطان نے
یہ دیکھکر اپنی امداد و اعانت اور رسد کا انتظام موقوف کردیا نتیجہ یہ ہوا کہ سلیمان
پاشا اپنے افسرون، توپون اور دوسرے سامان جنگ کو چھوڑ کر یمن واپس چلا
گیا، پرتگالیون نے پھر سر اوٹھایا، اودھر ہمایون کی فوجین بڑھتی چلی آتی تھین،
سلطان نے پرتگالیون سے صلح کرکے گجرات کے بہت سے بنادر اونکے حوالہ کردیئے،
مورخین کی تاریخ عالم مین ہے کہ اس زمانہ مین سلاطین عثمانیہ ہندوستان
کے معاملات مین دلچسپی لینے لگے تھے ۱۵۳۶ء (مطابق ۹۴۲ھ) مین دہلی کے سلطان
سکندر کا بیٹا ہمایون کی شکایت لیکر قسطنطنیہ سلطان کے پاس پہنچا، بہادر شاہ
گجراتی کے دربار سے ایک سفیر پرتگیزون کے مقابلہ مین اعانت طلبی کے لئے حاضر
ہوا جنھون نے کچھ دنون پہلے دیو (دیپ) کا بندر بہادر شاہ سے چھین لیا تھا سلطان
نے مصر کے پاشا کو حکم دیا کہ وہ جہازون کا بیڑہ لیکر ہندوستان جائے اور وہ بندرگاہ
اون سے واپس لیلے، لیکن اس سے پہلے کہ جہازات روانہ ہون یہ خبر پہنچی کہ
بہادر شاہ پرتگیزون کے ہاتھ سے مارا گیا، بادشاہ نے اپنا خزانہ گجرات سے مکہ معظمہ کو

منتقل کردیا تھا، اوس کے مرنے پر وہ قسطنطنیہ بھیجدیا گیا، ۱۵۴۶ء (مطابق ۹۵۳ھ) مین ہندوستان کے یک بادشاہ علاؤ الدین کی طرف سے ایک سفیر قسطنطنیہ اس غرض سے آیا کہ پرتگیزون کے مقابلہ مین سلطان کی امداد حاصل کرے، ۱۵۵۱ء (مطابق ۹۵۸ھ) مین پیری رئیس (ترکی کپتان) نے مسقط اور ہرمز پر قبضہ کرلیا، اور اوس کے نائب مراد نے اسی جزیرہ کے سامنے پرتگیزون سے ایک جنگ کی اور ناکام رہا، ۱۵۵۳ء (مطابق ۹۶۰ھ) مین سیدی علی نے خلیج فارس مین بصرہ کے قریب اون کا پھر مقابلہ کیا اور شکست کھائی اور بالآخر گجرات کے بندر مین[1] پناہ لی "

اِس تاریخ کے مصنفین نے اِن چند سطرون مین جن واقعات کی طرف اشارہ کیا، گجرات کی تاریخون مین یہ بیانات مفصل موجود ہین، لیکن اون کی تفصیل کا یہ موقع نہین، صرف اتنا کہنا ہو کہ بہادرشاہ گجراتی کے پاس جو بھاری توپخانہ تھا وہ اِنھین ترکون کا عطیہ یا متروکہ تھا، رومی خان اور توپخانہ کے دوسرے تجربہ کار افسر سب ترک تھے، اور اِنھین لوگون کے ذریعہ سے ہندوستان مین توپسازی کا فن رواج پذیر ہوا، بہادرشاہ نے ہمایون اور پرتگیزون کی دوہری آگ مین پھنسکر جان دی، اوس کا ارادہ تھا کہ وہ ہندوستان سے ہجرت کرجائے اسی لیے

---

[1] ہسٹورینس ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۲۴ صفحہ ۳۴۶،

اوس نے اپنا خزانہ اپنے معتبر افسرون کی معرفت مکۂ معظمہ بھیجدیا تھا، اسی اثنا مین پرتگالیون نے بعض قلعے بنا لیئے تھے، اون سے نامہ وپیام کر رہا تھا، اونکے پاس تنہا بعض درباریون کو لیکر جہاز پر چلا گیا، اونھون نے دھوکے سے موقع پاکر مار ڈالا، رحمہ اللہ

بہادر شاہ کے بعد ۹۴۵ھ[1] مین محمود شاہ، گجرات کا بادشاہ ہوا، اس کے زمانہ مین سلطان سلیمان نے سلیمان پاشا کو بیڑہ دیکر پھر ہندوستان سے پرتگیزون کے نکالنے کو بھیجا، سلیمان پاشا کے بیڑے کو شکست ہوئی ہی؛ اِس کی وجہ ظفر الوالہ کے مصنف نے تو یہ بتائی ہی کہ پاشا امراے گجرات سے مشورہ نہین لیا کرتا تھا، اسلیئے اونھون نے رسد بند کردی تھی، لیکن روح الروح کے مصنف کا بیان ہی کہ ہم نے بعض ثقات سے سنا ہے کہ پاشا کو ہندوستان کے بادشاہون نے بہت سے روپے دیئے کہ واپس[2] چلا جاے بہرحال پاشا جب قسطنطنیہ واپس گیا تو اوس سے جواب طلب ہوا سلطان نے غضبناک ہوکر کہا،

ما ارسلتک الا لاخراج الفرنج من الدیو نصرة   مین نے تجکو دیپ سے فرنگیون کو نکالنے کے لیئے بھیجا تھا،

لصاحبها لا سلاطة علی المسلمین ولا لصند (ظفر الوالہ ص ۹۴)   ہندوستان مین مسلمانون پر بادشاہ بناکر نہین بھیجا تھا،

بہادر شاہ گجراتی کا وزیر آصفخان جو نہایت لائق وفاضل اور محدث تھا سلطان کی

---

[1] یہ مین کی دسوین صدی ہجری کی تاریخ ہی، اسکا پورا نام کتاب روح الروح فی مابعد المائة التاسعة من الفتن والفتوح ہی، مصنف کا نام عیسی بن لطف اللہ بن مطہر یمنی ہی، اس کتاب کا قلمی نسخہ دار المصنفین مین ہی، [2] کتاب مذکور واقعات ۹۴۵ھ،

طلب پر اوڈریا نوپل حاضر ہوا، دربار مین پہنچکر سلطان کے ہاتھون کو اپنی آنکھون سے لگایا، سلطان نے بھی اوسکی بڑی عزت و توقیر کی اور دریافت کیا کہ تمھاری کیا آرزو ہی جس کو مین پوری کرسکتا ہون، خان نے ہندوستان کے وقار کو صدمہ نہین پہنچایا صرف ہندوستان واپس جانے کی اجازت چاہی اور حرم محترم مین کوئی اعزازی عہدہ حاصل کیا، سلطان نے سب سے دلچسپ سوال یہ کیا کہ تمھاری مملکت کی بربادی کا سبب کیا ہوا؟ خان نے فلسفۂ تاریخ سے اِس کا عمدہ جواب[۱] دیا،

سیدی علی رئیس (کپتان) جس کا اِس سے پہلے ترکی بیڑے کے افسرون مین ذکر آچکا ہے، وہ بھی اون لوگون مین تھا جو بیڑے کو لیکر قسطنطنیہ واپس نہ جاسکے تھے، سیدی علی نے خشکی کا راستہ اختیار کیا، وہ پورے ہندوستان کو ناپکر افغانستان وایران وترکستان ہوکر قسطنطنیہ واپس گیا، اور مرآۃ الممالک کے نام سے اپنا سفرنامہ مرتب کیا، اِس کا ترجمہ جرمن اور انگریزی زبانون مین شائع ہوا ہی، انگریزی مین پروفیسر ویمبری نے اِسکا ترجمہ کیا ہی مگر پروفیسر موصوف نے اِس ترجمہ کے حواشی مین سخت غلطیان کی ہین، اسی نسخہ کا ترجمہ کاؔرخانۂ وطن لاہور نے کیا ہی جو اور زیادہ مسخ اور غلط ہے، سفر یورپ مین روم مین ایک ترکی ادیب رؤف احمد بے اڈیٹر اخبار استقلال قسطنطنیہ سے ملاقات ہوئی، موصوف نے اثنائے گفتگو مین فرمایا کہ قسطنطنیہ مین اصل سفرنامہ چھپ گیا ہے،

[۱] ظفر الوالہ صفحہ ۳۰۶

مین نے باصرار اس کتاب کی اون سے خواہش کی لیکن اب تک یہ آرزو پوری نہین ہوئی
بہرحال اِس وقت یہی اردو ترجمہ میرے پیش نظر ہی، سیدی علی نے اِس سفرنامہ مین ہمایون
اور ہندوستان کے دوسرے بادشاہون سے ملاقات کا حال لکھا ہی جس سے اوس زمانہ کے
ہندوستان کا مسئلہ خلافت سے تعلق ظاہر ہوگا،

سیدی علی کا بیان ہی کہ:-

"جب وہ بلوچستان کے بندر گوادر پر پہونچا تو وہان کے حاکم نے ہمارے جہاز پر آکر ہمارے بادشاہ (سلطان) کی نسبت اظہار عقیدتمندی ووفاداری کیا، اور وعدہ کیا کہ آیندہ کبھی ہمارا بیڑا اوس جانب سے گذرا تو وہ پچاس ساٹھ کشتیان سامان رسد وغیرہ کی نذر کرنے کے علاوہ ہر قسم کی امداد دینے کو تیار رہے گا،، (صفحہ ۲۳) سورت مین مسلمان ہمین دیکھکر نہایت خوش ہوئے، کیونکہ وہ ہمین کفار کے ہاتھون سے بچانے والا خیال کرتے تھے، اور ہم سے یون مخاطب ہوئے .... کہ ہم صدق دل سے دعائین کر رہے تھے کہ خداوند کریم اپنے فضل وکرم سے عثمانی بیڑہ کو گجرات مین پہنچائے اور عثمانی سلطنت کے اس علاقہ کو مامون ومحفوظ کرکے ہمین ہندوستانی کفار کے پنجہ سے نجات دلائے" (صفحہ ۲۹) احمد آباد پہنچکر وہان مین نے سلطان اور اوس کے وزیر اور عماد الملک اور دیگر ارکان سلطنت سے ملاقاتین کی سلطان میری سندین دیکھکر بہت تعظیم وتکریم سے پیش آیا اور ہمارے بادشاہ کی نسبت عقیدتمندی کا اظہار کیا.... ایک روز جب مین عماد الملک سے ملنے اوسکے محل مین گیا تو وہان ایک پرتگالی سفیر ملا

جس نے عماد الملک کو مخاطب کرکے کہا کہ سلطان ٹرکی کے ساتھ ہم لوگ کوئی مخالفت نہین کرسکتے
ہم لوگون کو اون کی ضرورت ہی، علاوہ ازین وہ دنیاے اسلام کے بادشاہ ہین، (صفحہ ۳۸)

سیدی علی گجرات سے چلکر سندھ آیا وہان اوسوقت خانہ جنگی برپا تھی، شاہ حسین کو جب اوسکے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو نہایت تعظیم سے اوسکا استقبال کیا اور اوسکو خلعت فاخرہ دیا اور عسکر الغیب اوسکی جماعت کا نام رکھا اور سلطان معظم کی خدمت مین مراسلہ بھیجا، (صفحہ ۴۴)

سب سے زیادہ دلچسپ بیان وہ ہی جب ترکی امیر البحر بادشاہ ہمایون کے دربار مین حاضر ہوا اور سلسلۂ گفتگو سلطنت عثمانیہ کی وسعت تک پہونچ گیا تو بالآخر "تیموری شہنشاہ" کو "سلطانِ آل عثمان" کی خلافت اور دینی پیشوائی کا اپنی زبان سے اقرار کرنا پڑا، سیدی علی نے کہا کہ چین تک مین ہمارے سلطان کا نام خطبہ مین پڑہا جاتا ہی، ہمایون نے اپنے وزرا کی طرف دیکھکر کہا کہ "بیشک سلطان ٹرکی ہی بادشاہ کہلانیکے حقدار ہین، اور سطح زمین پر یہی اس عزت کے مستحق ہین" ہمایون نے دوسرے موقع پر دریافت کیا کہ "خانِ کریمیا بھی سلطان ٹرکی کا ماتحت ہی"؟ اور جب اِسکا جواب اوسکو اثبات مین ملا، تو اوس نے کہا کہ "اگر یہ سچ ہی تو پھر خان کو اپنے نام کا خطبہ پڑہنے کا کیونکر حق ہوگا" امیر البحر نے کہا کہ "یہ تو ہر شخص جانتا ہی کہ ہمارے بادشاہ کے سوا کسی اور کو نہین یہ حق حاصل ہی کہ وہ جسکو چاہے خطبہ کا اختیار بخشے" امیر البحر کا بیان ہی کہ درباریون کے چہرون سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ میرے دعوی سے متفق ہین، اور سب نے ملکر سلطان کے حق مین دعائے خیر کی، (صفحہ ۵۹)

شیر شاہ

نیکدل ہمایون کی بادشاہی ہندوستان مین چند سال سے زیادہ قائم نہ رہی،
۹۴۷ھ سے لیکر ۹۶۲ھ تک آوارہ گرد سفر حجاز کے شوق مین مارا مارا پھرا ہندوستان
کے تخت پر اب شیر شاہ سور کا قبضہ تھا، اوس نے چند سال مین اپنے دانشمندانہ
نظم و نسق سے ہندوستان کو امن و امان کی بہشت بنا دیا، شیر شاہ کے دربار مین
سید رفیع الدین محدث ترکستان کے ایک عالم تھے، اون کے آبا و اجداد حرمین
مین درس دیا کرتے تھے، ۹۵۱ھ مین مارواڑ سے واپسی مین محدث موصوف نے
بادشاہ سے سفر حرمین کی اجازت چاہی تاکہ بطریق سلف وہان اپنی زندگی وہ
درس و تدریس مین صرف کر سکین، شیر شاہ نے جو جواب دیا اوس کا لفظی ترجمہ یہ ہے

"مجھے اِس مین کیون مضایقہ نہ تھا لیکن مین نے آپ کو ایک خاص مصلحت کی بنا پر روک
رکھا ہی، اور وہ یہ ہی کہ اُمید ہی کہ بفضل خدا چند روز مین ہندوستان کا میدان کفر کے کانٹون سے
پاک ہو جائیگا، چند قلعے جو باقی ہین وہ بھی تھوڑی سی توجہ مین فتح ہو جائینگے، اِسکے بعد آرزو
یہ ہی کہ دریائے شور کو عبور کر کے قزلباشون (ایران کی صفوی حکومت کے طرفدار جو مذہبًا
متعصب شیعہ تھے) اور جن کی ترکون سے متواتر لڑائیان ہوئین) تک پہنچون، جو حجاج و
زائرین بیت اللہ کو جانے نہین دیتے، اور مذہب اِسلام مین جنھون نے نئی بدعت پیدا
کی ہی، اور اون سے جنگ کرون، اور وہان سے تم کو اپنا وکیل و قاصد بناکر سلطان روم

کی خدمت مین بھیجون، تاکہ میرے اون کے درمیان دینی برادری کا رشتہ قائم ہوجائے،
اور اون سے درخواست کرکے کہ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ سے مین ایک کی خدمت کا فرض میرے لئے
حاصل کرو، اوس وقت سلطان روم ادہر سے اور مین ادہر سے بڑھون، اور قزلباشونکو
بیچ سے اوکھاڑ پھینکون، سلطان جب اوسپر حملہ کرتے ہین تو یہ بھاگ کر ادہر چلے آتے
ہین، اور اون کی مراجعت کے بعد پھر بدستور اپنی جگہ پر پہنچ جاتے ہین، لیکن اب
اگر ہم دونون ملکر دونون طرف سے اونکو گھیرین تو ہندوستان کی کثرتِ فوج اور
ترکون کے آتشبار توپخانہ کے مقابلہ کی قوت قزلباشون مین معلوم! جہان تک مین نے
غور کیا اِس سفارت کے لئے تم سے بہتر شخص مجھکو دوسرا نظر نہین آتا اور اسی سبب سے
تم کو سفر کی ابھی اجازت نہین دیتا[1]"

شیرشاہ کے اِس معترفانہ بیان کو جو اوس کے دلی خیالات کا آئینہ ہی بغور پڑھو
تم کو لفظ لفظ سے معلوم ہوگا کہ وہ سلطان عثمانی کا کس عقیدتمندی کے ساتھ نام
لیتا ہی، اون کی مذہبی پیشوائی کو تسلیم کرتا ہے، اون کی دینی برادری کا دعوی
کرتا ہی اور حرمین مین سے ایک کی خدمت اون سے التماس کرتا ہی، افسوس کہ شیرشاہ کو
مہلت نہ ملی اور اس کے ایک سال کے بعد ۹۵۲ھ مین بارودت سے جلکر اِس جہان

[1] تاریخ بدایونی جلد اول صفحہ ۳۷۰،

فانی کو وداع کہا،

ہمایون اکبر

۹۶۲ھ مین اوس کے ناخلف جانشینون نے ہندوستان کا تخت کھو دیا، اور ہمایون پھر ہندوستان کا بادشاہ بنکر سامنے آگیا، لیکن تین ہی برس کے اندر اوس کو اکبر کے لئے اپنی جگہ خالی کر دینا پڑی،

کون نہین جانتا کہ اکبر ایک نئے مذہب کی بناڈالنے کا خواب دیکھا کرتا تھا، اسکے لئے سب سے پہلا زینہ امامت وخلافت کا دعویٰ تھا، چنانچہ رجب ۹۸۷ھ مین ایک محضر تیار کیا گیا جس مین اکبر کو "خلیفۂ عصر اور امام زمان" تسلیم کیا گیا تھا اور قرآن پاک کی آیت اور احادیث سے "امام عادل" کی اطاعت فرض بتائی گئی تھی اور آخر مین اوسکو مختلف فیہ مسائل مین اجتہاد کا رتبہ بخشا گیا تھا اوس محضر مین اکبر کے لئے حسب ذیل خطابات لکھے گئے تھے،

"حضرت سلطان الاسلام[1]، کہف الانام، امیر المومنین ظل اللہ فی العالمین"

کلمۂ طیبہ کے بجائے لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ، درباریون کا کلمہ قرار پایا، محضر مذکور پر علما سے زبردستی دستخط کرائے گئے، اکبر کی بدنامی کی خبرین دور دور تک پھیلین، والی توران نے اکبر کو طعن آمیز خط لکھا، قطب الدین خان نے برسر دربار کہا، کہ ولایت کے بادشاہون کو مثلاً سلطان روم وغیرہ کو جیب

[1] یہ سلاطین عثمانیہ کا مذہبی لقب تھا،

اِس کا حال معلوم ہوگا تو ہماری کس قدر بدنامی ہوگی، اکبر نے جھنجھلا کر کہا کہ "تو سلطان روم کی طرف سے غائبانہ اونکا حمایتی بنکر آیا ہے تاکہ یہان سے نکلنے پر وہان تیری عزت و منزلت ہو، جائیے وہین تشریف لیجائیے" اکبر کے اصل الفاظ بدایونی مین یہ ہین،

"تو برائے خاطر خوندکار روم غائبانہ ازجانب اداین درشتی میکنی وجائے ازبرائے خود وقتیکہ ازینجا بردی پیدا کردہ تا اعتبار یابی ہمانجا برو" (جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

تم نے فریقین کی اِس سخت و درشت گفتگو کو سُنا! اور اِس کا مطلب سمجھا! برائے خدا مجھے یہ بتاؤ کہ جو مطلب مین سمجھتا ہون یا سمجھانا چاہتا ہون اگر وہ غلط ہے تو اِس دعوے امامت و خلافت و تجدید دین کی مخالفت کو سلطان روم کی خاطرداری و بہی خواہی و جانبداری کے الزام سے کیا تعلق ہے؟،

اِس اکبری جاہ و جلال و نصرت و اقبال کے عالم مین حج کے راستہ کی یہ حالت ہوگئی تھی، کہ ہندوستان کے صدر مذہبی نے یہ فتویٰ دیدیا کہ چونکہ خشکی کا راستہ قزلباشون نے اور دریا کا راستہ فرنگیون نے بند کردیا ہے اسلئے فریضہ حج ساقط ہوگیا ہے، ہندوستان کے بندرون سے حجاز کو جہازات کا جانا بغیر اسکے ممکن نہ تھا کہ فرنگیون سے اجازت (قول) کا عار اُٹھایا جائے تخت آگرہ کا

امامِ عادل یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور کچھ نہ کر سکتا تھا، امراے اکبری کے بڑے بڑے ارکان، خانخانان، مرزا عزیز کوکہ، شیخ عبد النبی، مخدوم الملک، اعتماد خان سلطان جہان سب اسی ذلت کے ساتھ گئے، اور واپس آئے[1] لیکن مجھے کچھ اور کہنا ہے، تیموری دربار کے یہ اُمراے نامدار اور علماے ذوی الاقتدار سفر حج کیلئے گئے، لیکن سمندر کے اوس پار پہنچکر موسمِ خلیل کے سب سے بڑے اسلامی مجمع مین منبرِ خطابت سے جو موجِ ہوا بلند ہوئی کیا اونھون نے اوس مین سلطانِ آلِ عثمان کا نام سُنا، یا آگرہ کے خلیفۂ عصر اور امام زمان کا؟

مرزا عزیز کوکہ، اکبر کا رضاعی بھائی، اور دربار کا امیر کبیر تھا، لیکن ساتھ ہی نہایت ہی سیدھا سادھا دیندار نیک اعتقاد تھا، جب ۱۰۰۱ھ مین یہ ہندوستان سے چلا تو اوس کا جہاز یمن جا کر لگا، حسن پاشا والی یمن نے نہایت شان و شوکت سے اِس کا استقبال کیا، اور مرزا نے ہندوستان کے تحفے اور ہدیے پاشا کے سامنے پیش کیئے[2]

مدت سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ سلطنت تیموری ہر سال ہندوستان کی طرف سے ایک میر حاج مقرر کر کے اوس کے ساتھ چار لاکھ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی خدمتگذاری کے لیئے بھیجا کرتی تھی، اکبر نے بھی اِس رسم کو جاری رکھا، یہ روپیہ عموماً گجرات کے

[1] دیکھو فرشتہ تاریخ ملیبار، [2] کتاب روح الروح قلمی واقعات ۱۰۰۱ھ،

خزانہ سے بھیجا جایا کرتا تھا، اسی لئے گجرات کی تاریخون مین اس کا بکثرت ذکر ہے،

شوال ۹۸۶ھ مین جب اکبر اجمیر مین تھا خواجہ احرار کی اولاد مین سے خواجہ محمد
یحیی کو میر حاج بناکر اور چار لاکھ روپیہ ساتھ دیکر مکہ معظمہ روانہ کیا، ۹۸۷ھ مین میر ابو تراب
میر حاج بنائے گئے، اور لاکھون روپے نقد و سامان اون کو دیئے گئے کہ شریف
مکہ کے مشورہ سے وہان علماء و مشائخ اور فقرا مین تقسیم کردیئے جائین[1][2]،

جہانگیر

اکبر کے بعد جب جہانگیر نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی، تو سلطان روم،
نے آقم نام ایک سفیر اوس کے دربار مین بھیجا، لیکن صرف اس شبہہ پر کہ درباریون نے
اوس کی شناخت نہین کی اوس کو قبول نہین کیا، چنانچہ خود تزک جہانگیری
مین لکھتا ہے:-

"آقم نام حاجی ماوراء النہری کہ مدتہا در روم بود خالی از معقولیت و معرفتی نیست خود را
ایلچی خوندکار (سلطان روم) گفتہ در آگرہ ملازمت کرد، کتابت مجہولی نیز داشت نظر با حوال و
اوضاع او کردہ ہیچکس از بندہاے درگاہ تصدیق بایلچی بودن او نکردند از زمانے کہ حضرت
صاحب قرانی (تیمور) فتح روم کردہ و ایلدرم بایزید حاکم انجا زندہ بدست افتاد و بعد از گرفتن
پیشکش و تحصیل مال یکسالہ کل ولایت روم قرار دادند کہ بدستور ملک مذکور را بتصرف بازگذارند

[1] بدایونی جلد ۲ صفحہ ۲۶۰، [2] تاریخ گجرات ابو تراب صفحہ ۹۶ کلکتہ،

در ہمین اثنا ایلدرم بایزید وفات یافت ملک را به پسر او موسی چلپی مرحمت کرده خود معاودت فرمودند تا حال از جانب قیاصرہ انجا با وجود چنین احسانے کس نیامده وایلچی نفرستادند الحال چه گونه باور توان کرد که این شخص ماورالنہری فرستادہ خوندکار باشد اصلا این سخن معقول من نیفاده هیچکس بر صدق دعوی او گواہی نداد بنا بر این فرمودم که ہر جا میخواسته باشد برود۔ (صفحہ ۶۸ تا ۶۹)

اس عبارت سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ خاندانی رقابت کا شعلہ اب تک تیموری شہزادے کے سینے مین بھڑک رہا ہی، بہرحال ترکون نے رشتۂ برادری جوڑنے کے لیئے اپنی پیشقدمی ظاہر کردی،

شاہجہاں

جہانگیر کی اِس خشکی اور ترشروئی کی تلافی اوس کے نیکدل اور زود آشنا بیٹے شاہجہان نے کردی، ۱۰۴۹ھ مین جب سلطان محمد رابع بغداد کی فتح کیلیئے عراق آیا ہوا تھا، ظریف نام ایک قاصد کو گرانبہا تحائف دیکر عراق روانہ کیا سلطان نے نہایت عزت و محبت سے قبول کیا اور ارسلان آقا ایک ترکی قاصد کو اس کے جواب مین نہایت عمدہ خاصہ کے دو گھوڑے مع مرصع و طلائی ساز وسامان کے اور مروارید بات عبا دیکر شاہجہان کے پاس بھیجا، ارسلان آقا کے پہنچنے سے پہلے ٹھٹھہ اور ملتان کے صوبہ دارون کے نام احکام بھیجدیئے گئے تھے

کہ منزل بمنزل عزت و تکریم کے ساتھ اوسکو پہنچاتے جائین، اور ملتان کے خزانہ سے دس ہزار روپے اوس کو سفر خرچ دیئے جائین (خافی خان واقعات ۱۰۴۹ھ)

مرآۃ احمدی نام گجرات کی ایک تاریخ ہی، مصنف صوبۂ گجرات کا دیوان تھا اسلیئے تمام سرکاری کاغذات تک اوسکی رسائی تھی، ذیل مین شاہجہان کی فیاضیون کے اور سلطان روم اور حرم محترم کی بجا آوری خدمات کے واقعات اوس کے مختلف صفحات سے لیکر یکجا کر دیئے جاتے ہین،

۱- شاہجہان نے ۱۰۴۱ھ مین دیوان خواجہ جہان کو حرمین کی اجازت دی پانچ لاکھ روپے تاجپوشی کی نذر مانی گئی تھی، ازانجملہ فی الحال ۲ لاکھ ۴۰ ہزار روپیہ کا مال حسب مذاق اہل عرب احمد آباد اور سورت سے خرید کر خواجہ صاحب کے ساتھ بھیجنے کا حکم متصدیان صوبہ گجرات کے نام صادر ہوا حکیم مسیح الزمان بھی رخصت حج لے چکے تھے، حکم مین لکھا تھا کہ سارا مال اونھین کی رائے سے تقسیم ہوگا،

۲- ۱۰۴۲ھ مین حکیم ابو القاسم حکیم الممالک کو اجازت حج و زیارت ملی، اور متصدیان گجرات کے نام حکم صادر ہوا کہ ۶۰ ہزار کا اسباب منجملہ رقم نذر دیا جائے،

۳- ۱۰۵۰ھ مین احمد آباد کے کاریگرون سے خوشبودار عنبر کی ایک قندیل نہایت

خوبصورت سات سو تولہ کے وزن کی بنوائی گئی، صناعون نے مرصع کاری سے
جواہر بے بہا قندیل مین نصب کئے تھے، سارے جواہرات مین الماس کا ایک
دانہ نہایت پاکیزہ تھا، ایک لاکھ قیمت تھی اور قندیل کا سارا خرچ ملکر ڈھائی
لاکھ صرف ہوئے تھے، یہ قندیل بحکم حضور، روضۂ نبوی کے لئے بنائی گئی تھی ۱۱۵۵ھ
مین تیار ہوگئی، ناظم صوبہ نے سید احمد سعید کے ہمراہ حضور مین بھجوادی، بادشاہ نے
ملاحظہ فرماکر بہت پسند کی اور حکم فرمایا کہ سید مذکور کے ہمراہ قندیل مدینۂ طیبہ بھیجی
جائے، متصدیان احمد آباد کے نام حکم ہوا کہ ایک لاکھ ۶۰ ہزار روپے کا اسباب
حسب مذاق عرب خرید کر سید صاحب کے سپرد کیا جائے تا عتبات کے مستحقین
مین صرف ہو اور یہ رقم اسی مد مین لکھی جائے، اگر تقدیر کہ ہوا کچھ ایسی چلی کہ جہاز
پھر پھرا کر سورت واپس آگیا،

۴۔ ۱۱۶۰ھ مین فراست خان نواب ناظر محل شاہی کو حرمین کی اجازت ہوئی،
چلتے وقت ۵۰۰ اشرفی زاد راہ دیا گیا اور ایک لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ کا مال واسباب
احمد آباد سے دلایا گیا کہ اون مین سے ۵۰ ہزار کا مال شریف مکہ زید بن محسن کو
اور ۵۰ ہزار کا سادات وعلما وفضلا وگوشہ نشینان مکہ معظمہ کو اور ۵۰ ہزار کا مدینۂ طیبہ
کے فقرا ومساکین کو تقسیم کیا جائے،

۵- اسی سال سلطان محمد خان والی روم کے ایلچی سید محی الدین (از اولاد شیخ عبدالقادر جیلانی) کے سورت مین وارد ہونے کی خبر متصدی بندر کی تحریر سے حضور مین گذری، ایک خلعت اور فرمان گرز بردار کے ساتھ ایلچی کے پاس بھیجا گیا، اور ۱۰ ہزار روپے خزانہ سورت سے ایلچی مذکور کو سفر خرچ کے دیئے گئے،

۶- ۱۰۶۱ھ مین ایلچی رخصت ہوا، حاجی سعید احمد کے ہمراہ سورت آیا۔ حاجی صاحب اور دیگر قندیل مذکور پہنچانے کو مامور کیے گئے تھے متصدیان بندر سورت کو تاکید کی گئی کہ ایک لاکھ روپے کا اسباب حسب مذاق اہل عرب حاجی مذکور کو بغرض تقسیم مستحقین مکہ معظمہ سپرد کیا جائے،

۷- متصدی بندر سورت کی عرضداشت سے حضور مین دریافت ہوا کہ فرمانروائے روم سلطان محمد خان کا ایلچی ذوالقدر آقا برادر وزیر اعظم صالح پاشا مع نامہ وپیام ۲۹ صفر ۱۰۶۳ھ کو وارد سورت ہوا، حکم ہوا کہ بارہ ہزار روپے ایلچی مذکور کو خزانہ سورت سے دیئے جائین،

۸- اوسی زمانہ مین قلت غلہ سے بینوایان مکہ معظمہ کی محتاجی اور تکالیف حضور مین گذری، سنکر بادشاہ نہایت متاسف ہوا- ۱۶ جمادی الثانیہ ۱۰۶۴ھ مین خواجہ ضابطہ کا انتخاب ہوا، خلعت سے سرفرازی دیکر حرمین شریفین کی

اجازت اونکو دی گئی، چلتے وقت ایک لاکھ روپے کا مال و اسباب حسب مذاق عرب سورت سے اون کے حوالہ کیا گیا، کہ از انجملہ ایک حصہ شریف مکہ معظمہ کو دوسرا صلحا و فضلا کو اور تیسرا مدینہ طیبہ کے زاویہ نشینون کو دیا جاے،

کارخانہ ملتان مین ایک جانماز مطابق نمونہ مسجد نبوی بنوائی گئی تھی تیار ہو کر آگئی اگرچہ حضور کے پسند خاطر نہ تھی تاہم خواجہ صاحب کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجی گئی،

یہ ایک سرکاری افسر کے روزنامچہ کے سادہ واقعات ہین، خافی خان کے حوالہ سے اس سفارت کے واقعہ کی کسیقدر تفصیل لکھی جاتی ہی،

سنہ ۱۰۶۶ھ مین بندر سورت کے متصدی نے عرضی گذرانی کہ سلطان محمد خان قیصر روم کی طرف سے ذو الفقار آقا خط اور تحائف لیکر وارد ہوا ہی، حکم ہوا کہ گرز برداروں کے ساتھ بندر سورت کے خزانہ سے ۱۲ ہزار روپے سفر خرچ دیکر روانہ کیا جائے اور ۵ ہزار سلطان پور اور ندربار کے فوجدار، اور ۱۲ ہزار برہانپور کی دیوانی سے اور ۵ ہزار اوجین کی دیوانی سے اور ۱۲ ہزار اکبر آباد کے خزانہ سے ادا کیے جائین اور یہ بھی حکم ہوا کہ اس کے علاوہ صوبہ دار اپنی طرف سے بھی اوسکی خدمت کرین، اس طرح منزل بمنزل طے کرتے ہوئے سفیر جب دار الحکومت کے قریب پہنچا،

توحکم ہوا کہ شکرخان بخشی اور طاہرخان کو اوس کے استقبال کے لئے جائین،
اور اپنے ساتھ لاکر حضور مین پیش کرین، سفیر نے قیصر کا خط اور دو گھوڑے
جن کے ساز طلائی تھے اور زین مین موتی ٹکے تھے اور گرز مرصع کار جو اوس
ملک کے سلاطین کا خاص ہتھیار رہے، پیش کیا، بادشاہ نے خط کو باعزاز تمام
لیا اور سفیر کو ۳۰ ہزار روپے نقد، اور راگجہ (عطر) کے تین پیالے اور ایک طلائی
پاندان عطا کیا، اور ایک سرکاری مکان مین جہان جملہ سامان مہیا تھے اُتارنے
کا حکم دیا، اسی درمیان مین شہزادہ سلیمان شکوہ کی شادی رچی، اِس جشن کی
تقریب سے ۳۰ ہزار روپے سرکار سے ۲۵ ہزار شہزادہ کی طرف سے اور ۱۵ ہزار
ملکۂ دوران نواب قدسیہ کی جانب سے مع دوسرے جڑاؤ سامانون کے کل تقریبًا
ایک لاکھ روپیہ نقد و جنس سفیر کو مرحمت ہوا، قائم بیگ ایک ملازم جو ترکی و
عربی بولتا تھا نگران مقرر ہوا، ایک مرصع خنجر جس کے قبضہ مین بیش بہا
موتی اور ایک گران قیمت لعل جڑا ہوا تھا، اور جس کی قیمت ایک لاکھ تھی،
اور ایک مرصع کمربند جس کی قیمت ۴۰ ہزار تھی، اور دو ہزار تھان سادہ اور
زری کے کپڑے، بنگالہ، احمد آباد، اور برہانپور کی ساخت کے، جن کی لاکھ
روپیہ قیمت تھی، اور ۵۰ تولے عطر جہانگیری جس کی قیمت اوس زمانہ مین

۴ہزار سے زیادہ تھی اور دوسرے تحائف سلطان کے لئے اوس کے حوالہ کئے گئے، اور علامی سعد اللہ خان وزیر کا لکھا ہوا سلطان کے نام ایک عربی خط دیا گیا،

سفیر موصوف سے یہ سنکر کہ قسطنطنیہ مین آجکل طاعون ہی، بادشاہ نے ۱۰۰ ادانے موتیون کی تسبیح جس کا نام زہرمہرہ کا تھا اور جو ہمیشہ بادشاہ کے بازو پر بندہی رہتی تھی، تحائف مین داخل کردی، سفیرون کے ساتھ خانجہان ایک امیر کو احمد آباد اور سورت سے ایک لاکھ روپے کا مال دیکر مکہ معظمہ روانہ کیا، کہ اوس مین ایک تہائی شریف مکہ کو دیا جاے اور باقی حرم کے علما اور مستحقین مین تقسیم کیا جائے ملتان کے شاہی کارخانہ مین مسجد نبوی کے عرض وطول کے برابر ایک نہایت عمدہ قالین تیار کرایا گیا تھا، وہ بھی ساتھ کردیا گیا،

ناظرین! تم نے تاریخون مین والی توران اور داراے ایران کے درباروں سے بھی بارگاہِ تیموری مین قاصد اور سفرا آتے ہوئے دیکھے ہین، کیا اِس اعزاز، اس مسرت، اِس فیاضی، اور اس عقیدت کا سمان بھی وہان تم کو نظر آیا، اِس فرقِ مراتب کی تم کوئی صحیح توجیہ سوا اسکے کرسکتے ہو کہ یہ خادم الحرمین الشریفین کی بارگاہ کا قاصد تھا اور جو کچھ اوس کے ساتھ کیا گیا اور سلطان کے حضور مین جو کچھ بھیجا گیا اور حرمین کے لئے جو تحائف قاصد کے

ساتھ ارسال کئے گئے، وہ شاہجہان کا ولولۂ دین پرستی، اور جوشِ مذہبی تھا، ناظرین کو حسرت ہوگی کہ یہ شاہی مراسلات اگر آج تاریخون مین محفوظ ہوتے تو کس قدر بیش قیمت چیز ہوتی، لیکن مین اونھین تسلی دیتا ہون کہ اگر مورخین نے اون کی قدر و قیمت کو نہین پہچانا تو ہمارے ادیبون اور منشیون نے اون کی اہمیت کا صحیح اندازہ کر لیا تھا، سلاطین اور شہزادون کے خطوط و مراسلات کا ایک بڑا قلمی مجموعہ موسوم بہ فیاض القوانین[۱] اِس وقت میرے سامنے ہے، اور اس مین یہ تمام مراسلات موجود ہین، ان مین والیانِ توران کے معاملات کے متعلق دوستانہ سفارشین اور جوابات ہین، شاہجہان اپنے عربی خط مورخہ شعبان ۱۰۶۱ھ مین سلطان کو حسب ذیل لقاب سے یاد کرتا ہے:—

"الی من الیہ مآب الشوکۃ، والآیات الحشمۃ، رفیع المکان، منیع الشان، سمو المرتبۃ سماء، وعلو المرتبۃ بعضاء، معلی الویۃ السیاسۃ باسط الریاسۃ، مشید ارکان الشریعۃ الحنیفۃ، مؤید احکام الملۃ الحنیفیہ، مقاتل اشرار الزیغ، ومقاتل کفار الافرنج، عالی الحضرۃ، سامی المرتبۃ سلالۃ خواقین الروم، ناصر الملھوف والمظلوم، مورد الطاف الکریم المفضال، مھبط اعطاف

[۱] یہ نادر مجموعہ ہمارے مخدوم نواب حسام الملک مولوی سید علی حسن خان کا مملوکہ ہے، مولانا شبلیؒ مرحوم نے مضامین عالمگیر مین جب سے اِس کا حوالہ دیا ہے اس کی متعدد نقلین انگلستان اور ہندوستان کے مشہور کتبخانون نے حاصل کی ہین،

الکبیر المتعال، شمساً للرفعتہ والعزۃ، البسالۃ، والعظمۃ والشان، السلطان محمد خان، لازالت

شموس سلطنتہ ثابتۃ عن الزوال واقمار دولتہ علی الکمال"

سلطان محمد خان کی طرف سے شعبان ۱۰۶۳ھ مین اس کا جواب شاہجہان کے نام بھیجا گیا، جس مین اولاً شاہجہان کے لئے حسب ذیل القاب ہین،

"بجانب عالی حضرت، معالی منقبت، گردون رفعت، فریدون شوکت، خورشید اضاءت جمشید نباہت، دارا درایت، عطارد فطنت، مشتری کیاست، مسند آرائے سلطنت ممالک ہند، فرمانفرمائے اقلیم سند، مظہر الطاف جلی وخفی، حارس حوزۂ کابلستان وغزنین جالس اورنگ اقلیم نصرت آئین، المختص بمزید عنایتہ الملک المستعان ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی"

آگے چلکر سلاطین عثمان کے مفاخر مین لکھا ہے،

"بر علم عالم آرائے ایشان (شاہجہان) مخفی ومستور نیست کہ حضرت حق فیاض مطلق، این دودمان عظیم الشان آل عثمان را کہ بلطف ربانی وعون سبحانی محفوف بود، برائے احیائے مراسم دین مبین واحکام شرع متین بر پا داشتہ بجا کردہ، واجداد امجاد ما کہ سلاطین پاک گوہر اند، وخواقین معدلت گسترند، ازین قدر عہد بعید، وزمان مدید تا حال بتقدیم مساعی جمیلہ وخدمات وہنیہ جزیلہ موصوف اند، وباعانت وامداد ضعفا مشہور ومعروف"

اسکے بعد لکھا ہی کہ والی توران نے ہماری بارگاہ مین آپکی سختی و تعدی کی فریاد کی ہی۔

برائے قطع رگِ نزاع وجدل وحل عقدۂ سخت اشکال بے محل، بصوب درگاہِ سلطنت پناہ خلافت دستگاہ، تضرع نامۂ گنگ گویاے او آمدہ۔

اسلئے مین نے وہ محبت نامہ لکھا:-

"بموجب حمیّت دینیہ درأفت نوعیہ، ورحمت ملکیہ، در باب مبذول داشتن ملتمس او (والی توران) مکتوب محبت اسلوب ارسال داشتہ۔"

سفیر کی نسبت لکھا ہی،

کہ بتلثیم قوائم سریر خلافت مصیر باسرفراز کردہ شد، (بوسہ پایہ)

سلطان کا یہ خط ۱۰۶۰ھ مین ہندوستان پہنچا، شاہجہان کو اس خط کا عام لہجہ پسند نہ آیا، اور سلطان کو ایک اور دوسرا شکایت آمیز فارسی خط لکھا، جسکے القاب یہ ہین؛

"حشمت نصاب، عظمت مآب، بہرام صولت، مشتری سیار، کیوان منزلت بیضا ضیا، مزیّن مہاد جہانبانی، محسّن بساط کامرانی، رافع الویۂ دین مبین، ناصب اعلام شرع متین، محارب اشرار زنگ، مجادل فجار فرنگ، عالی حضرت، فلک رفعت، فرمانفرمای بلاد روم، حامی ملہوف ومظلوم، المخصوص بوفور لطف الکریم المنان، سلطان محمد خان"

مین نے ان خطوط کے القاب اسلئے نقل کئے ہین کہ تاریخون مین کتب

انشا مین، ابوالفضل کے دفترون مین والیان توران، اور شاہان ایران کے نام خطوط درج ہین، اون کو پڑھکر آسانی سے ہمارے ناظرین فیصلہ کر سکتے ہین کہ اون مین برادرانہ اور مساویانہ طرز خطاب ہی تو ان مین فرق و امتیاز، بزرگی کی نگہداشت، اعلاے دین و نشر جہاد اور دیگر خدمات مذہبی کا اعتراف و تسلیم ہے؛

عالمگیر

شاہجہان کے پر امن عہد کی تفصیل مین صفحات کچھ زیادہ لگ گئے لیکن بہرحال وہ ضروری تھے، اب عالمگیر کا عہد آتا ہے، اس کے زمانہ مین دلی اور قسطنطنیہ کے تعلقات واضح نظر نہین آتے، البتہ دستور قدیم کے مطابق کبھی ہندوستانی امرا اور علما اور میر حاج کی معرفت اور کبھی شرفاے مکہ کے وکیلون کی معرفت حرمین کی اعانت و امداد کی رقم برابر جاری ہے، سنہ ۱۰۷۲ھ مین میر عزیز بدخشی نے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ نذر دیکر بھیجا گیا تھا وہین انتقال کیا (مرآۃ احمدی)

بعد عالمگیر

عالمگیر کے بعد ہندوستان کی تیموری طاقت کا زوال ہونے لگا تاہم سنہ ۱۱۲۰ھ کے ایک ہندوستانی حاجی ساکن مرادآباد شہادت دیتے ہین کہ محمد شاہ کے زمانہ تک دستور قدیم جاری رہا[۱]

اس موقع پر مین ایک اور مسئلہ بھی صاف کر دینا چاہتا ہون، وفد خلافت لندن کے ایک مضمون کے جواب مین پروفیسر مارگولیوتھ نے لکھا تھا، کہ تیموری سلاطین خود خلافت کے مدعی تھے، پروفیسر موصوف کو ہماری سی

[۱] واقعات الحرمین قلمی موجودہ کتبخانہ نواب نور الحسن خان مرحوم، لکھنؤ

تاریخون کے مبالغہ آمیز آداب والقاب شاہانہ سے دھوکا ہوا حقیقت یہ ہے کہ ان چاپلوس اور خوشامدی سرکاری تاریخ نویسون نے اِس بلند واہم لفظ کی اِس قدر مٹی خراب کی ہے کہ اون کے مذاق سلیم پر افسوس آتا ہی، اون کی زبان مین اِس لفظ کے معنی صرف "سلطنت اور بادشاہی" کے رہ گئے تھے، اسلئے یہ لفظ نہ صرف اکبر و جہانگیر و شاہجہان و عالمگیر کے لئے وہ استعمال کرتے ہین، بلکہ عام شاہزادون، بلکہ ایران کے شیعی سلاطین صفوی بلکہ ایک عیسائی بادشاہ تک کے لئے استعمال کرتے ہین اونھون نے دریغ نہین کیا ہے ورنہ اِس احمقانہ خیال کو کون دل مین جگہ دے سکتا ہی کہ جن کے نام ہندوستان سے باہر دوسرے اسلامی ملکون مین کبھی سنے بھی نگئے ہون، وہان کی ریاست دینی کا اون کو دعویٰ تھا، یہ تخیل ہندوستان کے تیموری سلاطین کے حاشیۂ گمان مین بھی نہ تھا، اونکی کوششون کا جولانگاہ جو کچھ تھا وہ ہندوستان اور صرف ہندوستان،

لیکن اس امر سے اِنکار نہین کیا جا سکتا کہ ہندوستان مین جب تک تیموری سلطنت پُرزور رہی، یہان کی مسجدون مین سلاطین ٹرکی کے نام کا خطبہ نہین پڑہا گیا، اور اسکی ضرورت بھی نہ تھی، مقامی سلاطین کے نام

اس کے لئے کافی تھے، مگر جیسے جیسے ملک کے مختلف گوشون سے اون کا
اثر ہٹنے لگا، اور مختلف اطراف اور صوبے، انگریزون، فرانسیسیون، پرتگیزون
اور ڈچون کے ہاتھون مین یا مقامی نوابون کے قبضہ مین جانے لگے، سلطان
ٹرکی کا نام وہان کی مسجدون اور محرابون مین رونق کا باعث ہونے لگا،[1]
۱۱۷۵ھ مین یعنی آج سے ۱۶۲ برس پہلے، دکن کے ایک بزرگ سید قمرالدین
اورنگ آبادی حج سے واپسی مین سیلون پہنچے تھے، میر آزاد بلگرامی اون کے
حوالہ سے سبحۃ المرجان مین لکھتے ہین، کہ ساحلی مقامات مین ڈچون کی حکومت ہے
اور اندرون ملک مین ہندو راجہ ہے یہان کے مسلمان پادشاہ ہند اور سلطان روم
کے نام کا خطبہ پڑھتے ہین لکونہ خادم الحرمین الشریفین، اس وقت ہندوستان
کی بساط پر جو یورپین شاطر اپنی اپنی قسمت کے پانسے ڈال رہے تھے، اون
سب کو معلوم تھا کہ اس ملک کے مسلمانون کے دلون مین سلطان کی عقیدت کا
کتنا گہرا نقش ہے، اور بحیثیت خلیفۂ اسلام اون کی اطاعت کو وہ کسقدر
فرض جانتے ہین، چنانچہ اوس عہد کے انگریز و فرانسیس دونون قومون کے
کھلاڑی اپنی بازی کی جیت کے لئے سلطان ہی کے نام سے پانسے ڈالنے لگے،
دونون نے اپنی کامیابی کا ذریعہ یہ سمجھا کہ وہ اپنے کو سلطان اور خلیفۂ اسلام کا

[1] چنانچہ سرسید اپنے مضمون خلافت مطبوعہ تہذیب الاخلاق مین اپنی ذاتی واقفیت سے لکھتے ہین کہ شاہ عالم کے بعد مسجدون مین
سلاطین روم کے نام خطبون مین لیے جانے لگے،

دوست اور حلیف اور دوسرے کو مخالف اور دشمن ثابت کرین فرانسیسیون نے اِس باب مین جو کوششین کی ہین اون کا کسیقدر بیان علامۂ جبرتی کی تاریخ مصر (جلد ۳) مین ہی، انگریزون کی کوششون کی روداد ایک انگریزی تاریخ مین موجود ہی جو ۱۸۰۰ء مین سرکاری کاغذات کی مدد سے مرتب کی گئی تھی، اِس کتاب کا عنوان یہ ہے، A Review of the origin progressand Result of the Decisive war with the late Tipu Sultan)

نیز حیدر علی اور ٹیپو سلطان کی فارسی تاریخ کارنامۂ حیدری مین یہ مراسلات درج ہین، چار سال ہوتے ہین کہ معارف (فروری ۱۹۱۸ء) کو ان خطوط کے انکشاف کا فخر سب سے پہلے حاصل ہوا ہی، ٹیپو سلطان کے تعلقات براہ راست سلطان سے قائم تھے، مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کے راستہ سے (غالباً موسمِ حج کے تعلق سے) باہم خط و کتابت جاری تھی، اوس زمانہ مین ارل آف مارنگٹن (مار کوئیس آف ویلسلی) ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے ہندوستان کے گورنر جنرل تھے، اور مسٹر اسپنسر قسطنطنیہ مین برطانی سفیر تھے، انگریزون نے سفیر مذکور کی وساطت سے سلطان ٹیپو کے نام ۲۰ ستمبر ۱۷۹۸ء کو سلطان سلیم ثالث کے دربار سے ایک خط

حاصل کیا، خط عربی زبان مین کئی صفحون پر ہے، اِس کا ماحصل یہ ہے کہ "فرانسیسی بڑے غدّار ہین، بیدین ہین، اِسلام اور مسلمانون کے دشمن ہین، اور انگریز ہمارے دوست اور مددگار ہین، اسلئے فرانسیسیون سے کوئی تعلق نہ رکھو اور انگریزون سے صلح کرلو"، ۱۶ر جنوری ۱۷۹۹ء کو یہ خط سلطان ٹیپو کے پاس بھیجا گیا، اور اس کے ساتھ گورنر جنرل مذکور نے ایک خط خود اپنی طرف سے لکھا جسکے حسب ذیل فقرے عبرت افزائے چشم بصیرت ہین،

"آپ کے لئے بہتر ہی کہ تمام مذاہب کے دشمن اور خلیفۂ اِسلام پر حملہ کرنے والے فرانسیسیون سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر کے اپنا جوش اسلامی دکھائین، اور امید ہو کہ کہ جب آپ نامۂ سلطانی کو پڑہینگے تو آپ اِس نتیجہ پر پہونچینگے کہ فرانسیسیون نے مسلمانون کے مسلّم خلیفہ کی توہین کی ہو اور اونپر حملہ آور ہوئے ہین، اور بے وجہ اوس ملک (مصر وشام) مین ظالمانہ جنگ شروع کی ہی جس کی ہر مسلمان عزت کرتا ہو اور جس کو مذہب اسلام کی یادگارون کا خزینہ سمجھتا ہے"

سلطان ٹیپو نے سلطان سلیم کے اِس خط کا نہایت مختصر جواب عربی مین لکھکر بھیجا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہو،

"اوس خدا کی حمد، جس نے اِسلام کو بڑے بڑے سردارون کی نگہبانی سے زینت بخشی، اور

جس نے مذہب کی بنیاد کو برگزیدہ بادشاہون کے نظم ونسق سے مضبوط کیا، درود وسلام ہو
اوس کے پیغمبر محمدؐ پر، اور اون کے آلؓ واصحابؓ پر جو خیر الانام علیہ السلام کے طریقہ کے
مددگار تھے، بعد ازین:- وارثِ مرتبۂ سلیمانیہ، جامعِ رموزِ حکمتِ لقمانیہ، مظہرِ قدرتِ
الٰہیہ، موردِ کرامتِ غیر متناہیہ، مجمعِ علوم وحِکَم، کانِ بلندیِ ہمّت، مقدمۂ لشکرِ فتح وظفر
منتخب کتابِ قضاؤ قدر، تری اور خشکی کے بادشاہ دنیا مین خداوند تعالیٰ کے خلیفہ
سلطان روم خدا اونکی حکومت، خلافت کو ہمیشہ قایم رکھے، کی جناب مین گذارش ہے
کہ نامۂ عالی نہایت اچھے وقت مین پہونچا، اور اوس کے مضامین سے آگاہی ہوئی، جسمین کہ
فرانسیسی قوم کی برائیان اور اہل اسلام کے ساتھ اون کی دشمنی، اور اونکا یہ ارادہ کہ دنیا سے
تمام مذاہب کو اوکھاڑ پھینکین اور انگریزون کی حمایت اور جناب عالی کا یہ عزم کہ حضور خود بیچ مین
پڑکر ہمارے اور اون کے درمیان تصفیہ کرادین، اور جناب کا یہ حکم کہ ہمارے اون کے درمیان
جو وجوہ مخالفت ہین اون کو ہم بیان کرین، مندرج تھا، آستانۂ والا پر مخفی نہین کہ ہماری
غرض خدا کے راستہ مین جہاد اور دین الٰہی کے سر رشتۂ امور کو درست کرنا ہی، یہ آپ نے
صحیح فرمایا ہی کہ فرانسیسی قوم مین وفاشعاری نہین اور ہم اون کی برائیون سے بہت اچھی طرح
واقف ہین، لیکن آجکل انگریز ہم سے لڑنے آئے ہین، اور اونھون نے سامان جنگ تیار
کیا ہی، اس بنا پر ہم پر بلکہ تمام مسلمانون پر اون سے جہاد فرض ہے، آستانۂ والا سے امید

کہ خاص اوقات مین ہمارے لئے دعا فرمائین اور اپنی دعا اور محبت سے ہماری مدد فرمائین

اوسی کی جناب سے درخواست ہی، اور خدا ہمارے اور آپ کے لئے کافی ہی، اور ہم نے اِس سے

پہلے سید علی محمد اور مدار الدین کی معرفت اِس سے پہلے خط لکھا ہی جس مین بہ تفصیل اپنی باتین

بیان کی ہین اور نیز ایک دوسرا خط یوسف وزیر کی وساطت سے مدینہ منورہ کی راہ سے

ارسال کیا ہی ان خطوط سے ہمارے تمام دلی خیالات بہ تشریح و تفصیل جناب والا پر واضح ہونگے

درود ہو پیغمبر محمدؐ پر اور ان کے نیک آلؑ واصحابؓ پر"

کیا اِس خط کے بعد بھی مسئلہ "ہندوستان وخلافت عثمانیہ" مین کوئی شک وشبہہ باقی رہ جاتا ہے؟

سنہ ۱۲۱۳ھ مین اِدھر انگریزون نے سرنگاپٹن پایۂ تخت میسور پر قبضہ کیا اور سلطان ٹیپو نے شہادت پائی اور اُدھر مصر کو فرانسیسیون نے فتح کر لیا، سلطانِ شہید کے مزار واقع سرنگاپٹن (میسور) کی دیوار پر متعدد عربی وفارسی کے اشعار وقطعات تاریخ کندہ ہین، جن مین سے ایک دو شکستہ عربی شعرونکی حسب ذیل عبارت ہی،

ان اخذت مصر کما قد ذکروا	اگر مصر فتح کر لیا گیا جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہین،
والسرنجفتن قد اخذت،	اور سرنگاپٹن بھی فتح ہو گیا،
مصیبة ما مثلها، ارختها	تو یہ ایک ایسی مصیبت ہی جسکی نظیر نہین، مین نے اس مصیبت کی تاریخ کہی ہے

ذھب عزّ الروم والھند کلھا ، کہ روم اور ہندوستان کی تمام عزت خاک مین ملگئی

اِس مختصر لیکن عالمگیر اسلامی اخوت سے متاثر عبارت مین روم اور ہندوستان کے تعلقات کی کس قدر واضح تشریح ہی !

۱۸۵۳ء سے ۱۸۵۶ء تک کی جنگ کریمیا مین برطانیہ نے اپنے مشرقی مقبوضات کی خاطر ٹرکی کا ساتھ دیا، لیکن ٹرکی کو بہت جلد اس اعانت کی تلافی کا موقع مل گیا ۱۸۵۷ء کے غدر مین کریمیا کی انگریزی فوج اپنے ساتھ مسلمانان ہند کے نام دربارِ سلطانی سے ایک فرمان لائی جس مین خلیفۂ اسلام کی حیثیت سے سلطان عبدالمجید نے مسلمانون کو برطانوی حکومت کے اطاعت کی نصیحت کی تھی، افسوس ہی کہ مجھے اِس فرمان کی عبارت اب تک نہین ملی ہی تاہم یہ اسقدر مشہور واقعہ ہی کہ ہندوستان سے ہزارون میل دور رہنے والے مسلمان بھی اِس سے ناواقف نہین ہین، چنانچہ مصطفےٰ کامل پاشا نے اپنی تصنیف مسئلہ مشرقیہ جلد اول صفحہ ۲۱ مین اور تونس کے اخبار الصواب (۴ فروری ۱۹۲۱ء) نے اِس واقعہ کا ذکر کیا ہے،

حیدرآباد موجودہ دیسی اسلامی ریاستون مین حیدرآباد سے بڑی کوئی اسلامی ریاست نہین ہے ، یہ نہین معلوم کب سے لیکن واقعہ یہ ہے کہ مکہ مسجد سے لیکر

چھوٹی چھوٹی مسجدون تک مین ہر ہفتہ جمعہ کے خطبہ مین حضور نظام سے پہلے سلطان کا نام لیا جاتا ہی، مکہ مسجد مین یہ نظارہ بھی پیش آتا ہی کہ نمازیون کی صف مین خود فرمانرواے مملکت نظام موجود ہوتا ہے اور اوس کے سامنے خطیب خادم الحرمین الشریفین کے لیئے دعاے خیر کرتا ہی اور پیچھے سے ہزارون زبانین ایک ساتھ آمین پکارتی ہین،

بھوپال

روم وروس کی جنگ پلونا مین ہندوستان کے عام مسلمانون نے بلکہ مسلمان والیان ملک نے بڑی فراخ حوصلگی سے چندے دیئے تھے، اس تقریب سے ہماری اسلامی ریاست بھوپال نے بھی اپنا فرض ادا کیا تھا، ۱۲۹۶ھ مین نواب شاہجہان بیگم نے گرانقدر مالی امداد سلطان کی خدمت مین پیش کی تھی، اسی کے ساتھ نواب سید صدیق حسن خان مرحوم نے بھی اپنی جدید تصنیف تفسیر فتح البیان کا ایک نسخہ پیشگاہ سلطانی مین ہدیہ بھیجا تھا، ان ہدایا کے جواب مین بارگاہ سلطانی سے جو فارسی فرمان مورخہ ۸ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ بمہر خیر الدین پاشا صدر اعظم آیا تھا اوس کی نقل اس وقت میرے سامنے ہی، اصل فرمان نواب صاحب مرحوم کے خاندان مین ابتک موجود ہی، اس فرمان کے حسب ذیل اقتباسات میرے مدعا کے ثبوت کے لیئے کافی ہین،

"بعد از وفود آن اخلاص شعار، بدربار شوکت قرار خلافت اسلامیہ، امتثالاً لامر ظل اللہ المنان (سلطان) کہ بروقت امت محمدیہ اقدم فرائض است وتشرف یافتن بہ مسند جلیل وکالت خلیفۂ پیغمبر آخر الزمان صلعم"...... در اثنائے این سرور، ارادۂ سینہ حضرت خلافت پناہی شرفِ صادر بودہ،.... حصول التفات جہان درجات حضرت خلافت پناہی برحق... فلہذا امتثال امر مطاعِ خلافت پناہی کردہ ام، و بانامۂ ہمایونِ خلافت پناہی....

۱۸۷۲ء مین نواب کلب علی خان والی رام پور حج کو گئے تو سلطان کی طرف سے اونکا شاہانہ استقبال ہوا، ۱۸۷۷ء کی جنگ روس مین نواب صاحب نے ڈیڑھ لاکھ روپے نذر بھیجے سلطان نے اپنے سفیر حبیب حسین آفندی کی معرفت اون کو فرمان اور تمغہ بھیجا،[۱] رامپور

خلافت عثمانیہ کی مخالفت مین فتنہ پردازی کا آغاز ۱۸۹۶ء کی جنگ روم و یونان سے ہوا، چونکہ اوس وقت برطانیہ کی ہمدردی و اعانت یونان کے شامل حال تھی اسلیئے مقربان بارگاہ کو حصول خوشنودی کی فکر ہوئی، سرسید اور اون کے ساتھ چند اور خطاب یافتون نے انکارِ خلافت مین مضامین کا سلسلہ سرسید

[۱] اخبار الصنادید جلد دوم صفحہ ۱۶۴،

شروع کیا پاونیر ان مستند مفتیون کی تحریرون کا دارالاشاعہ بنا، اسی زمانہ مین بمبئی کے مسلمانون نے فتح یونان کی خوشی مین جشن منایا، سر سید یہ دیکھکر غصہ سے آگ بگولا ہو گئے، چند پر زور مضمون لکھکر اس "فتنہ" سے مسلمانون کو بچانا چاہا لیکن وہ نہ بچے، اور اس دہکتی ہوئی "آگ" مین کود ہی پڑے، اوس زمانہ کے مستند علمانے اسلامی اخبارات نے اور عام مسلمانون نے سر سید اور اون کے رفقا کی اس تحریک کو نفرت اور غصہ کی نظر سے دیکھا، مدتون رسائل و اخبارات مین اس پر گرم و تند بحثین ہوتی رہین، اور جمہور اسلام کا فیصلہ سر سید اور اون کے معزز رفقا کے خلاف رہا،

مولانا شبلی

دسمبر ۱۸۹۹ء کے علی گڈھ میگزین مین مولانا شبلیؒ مرحوم نے ایک ناتمام مضمون مسئلہ خلافت پر لکھا جس مین سر سید اور عام مسلمانون کی نزاع آرا کا حوالہ دیکر تاریخی حیثیت سے یہ بتانا چاہا کہ ترکون سے پہلے بڑے بڑے سلاطین اسلام مین پیدا ہوے لیکن عباسیون کے مقابلہ مین کسی نے دعوائے خلافت نہین کیا، یہ اس مضمون کا ماحصل ہے، اس واقعیت تاریخی سے کس کو انکار ہے، اصل سوال تو یہ تھا کہ عباسیون اور دیگر قریشی قوتون کے فقدان کی حالت مین قابض و مستولی و ذی اقتدار سلاطین ترکی کا دعویٰ قابل تسلیم ہے یا نہین؟ مولانا نے

اس کے متعلق ایک حرف نہین لکھا، اور خود اس مضمون کی ناتمامی اور ایک مختصر نمبر کے بعد مضمون کے دوسرے نمبرون کی اشاعت کا التوا، اسکی دلیل ہے کہ کہ ایک ہی نمبر سے اون کو معلوم ہو گیا کہ کشفِ حقیقت کے بجاے، اس سے اور زیادہ الجھنون کے پیدا ہو جانے کا خطرہ ہی، آجکل اِس مضمون کی طرف بار بار ہماری توجہ منعطف کرائی جاتی ہی، لیکن اولاً تو ہم ایک سوا کسی دوسرے کو معصوم عن الخطا نہین جانتے، دوسرے ایک ناتمام اور خارج از بحث مضمون کی بنا پر اوسی مصنف کی زندگی بھر کے کارنامون پر پردہ نہین ڈالا جا سکتا، ۱۸۸۲ء کی جنگ روم و روس مین اپنے شہر سے ہزارون کا چندہ بھیجا، پھر اسی شوق و ولولہ مین ٹرکی کا سب سے اول سفر کیا، اور اس کے لئے مدتون معتوب رہے، اور اونپر الزام لگایا گیا کہ وہ سلطان عبدالحمید کی طرف سے اتحاد اسلامی کے مبلّغ بنکر آئے ہین، لیکن اونکا یہ حال رہا کہ آخر وقت تک وہ ترکون کے نام پر سر دھنتے رہے ۱۸۹۲ء کی یہ مثنوی جو قسطنطنیہ مین بیٹھکر جشن عید کے موقع پر لکھی تھی، علی گڈھ میگزین کے مضمون کے ساتھ ملاکر پڑھنے کے قابل ہی،

غلغلہ برخاست کہ بادا نوید | مہرِ جہانتاب خلافت دمید

داغِ نِہ جبہۂ خورشید و ماہ | حضرتِ خاقان خلافت پناہ

شاہِ فلک کوکبہ عبد الحمید — اید لہ اللہ بنصرٍ مزید
زیب وطرازِ ہمہ عالم توئی — سایۂ یزدان بجہان ہم توئی
جملہ بدانند کہ در غرب و شرق — ہست تراتاجِ خلافت بفرق
تازگیِ بدر و حنین از تو ہست — زیب وطرازِ حرمین از تو ہست
جز تو کہ ہست اے شہِ انجم پناہ — آنکہ بود شرعِ نبی را پناہ
قرۂ دینِ نبوی از تو ہست — بازوی اسلام قوی از تو ہست
شرع بجاہِ تو چو شد ارجمند — باد بفرمان تو چرخ بلند

قسطنطنیہ کے قیام مین رسم سلاملق کا نظارہ دیکھا تھا، خطبہ مین جب سلطان کا نام آیا تو اوس کا اثر علی گڈھ میگزین کے مضمون کے مصنف پر یہ ہوتا ہی، "خطیب نے جب سلطان کے مقصورہ کی طرف نگاہ اوٹھا کر بڑے جوش سے یہ کہا کہ اللھم انصر ھذا السلطان السلطان بن السلطان الخاقان بن الخاقان السلطان الغازی عبد الحمید خان تو میرے بے اختیار آنسو جاری ہوئے، اور دیر تک دل کا یہ حال تھا کہ اُمڈا چلا آتا تھا خطیب نے پہلے صحابہ کا نام پڑھا اور سلطان کا نام آیا تو ایک زینہ اُتر آیا تا کہ ظاہر ہو کہ سلطان اگرچہ آج ظل اللہ ہین تاہم اونکا رتبہ حضرت صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ نسبت نہین رکھتا (مکاتیب جلد ا صفحہ ۱۶)

جنگ بلقان مین اگرچہ اونھون نے بہت کچھ کہا لیکن صرف ایک شعر اون کے عقیدۂ دلی کا آئینہ ہے،

زوالِ دولتِ عثمان، زوالِ شرع و ملت ہے عزیزو فکرِ فرزند و عیال و خانمان کبتک

پچھلی جنگ مین اون کی وفات سے چندروز بیشتر ترکون نے جنگ مین شرکت کی تھی، شہر کے چند وفادارون نے اون کے مکان پر ایک جلسہ کا اعلان کیا، اور جب لوگ جمع ہو گئے تو اون کو اطلاع کی اور مرضی دریافت کی، اوس وقت بستر موت پر اون کی زبان سے یہ دلسوز فقرہ نکلا کہ "آہ! مین تو اپنے کو اِس لائق بھی نہین سمجھتا کہ میری کھال سے ترک اپنے جوتون کا تسمہ بنائین،،

سنہ ۱۹۱۱ء مین شملہ مین ایک سرکاری مشرقی کانفرنس منعقد ہوئی تھی، اثنائے ملاقات مین برن صاحب چیف سکرٹری صوبہ متحدہ نے مولانا سے دریافت کیا کہ اب مسلمان مذہبی حیثیت سے حکومت برطانیہ کو کیسا جانتے ہین؛ مولانا نے کہا کہ "آپ کو خبر نہین کہ وہ خطبون مین السلطان ظل اللہ فی الارض پڑھتے ہین،" برن صاحب نے فرمایا کہ ہان مگر اِس سے تو مراد سلطان ٹرکی ہین، مضمون کا خاتمہ ذیل کے دو اقتباسون پر ہوتا ہے، مشہور انگریزی سالہ

"دی سینیٹ" نے نومبر ۱۹۱۵ء کے نمبر مین "سلطان اور اوسکے رفقا" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا تھا، اُسکا ایک فقرہ حسب ذیل ہی،

"سلطان، سلطنت (برطانیہ) کا رفیق ہی، جو مشرقی جنگ کے وقت انگلستان کا مددگار ہوگا، سلطان فقط فرمانروا ہی نہین ہی، بلکہ تاج برطانیہ کی سات کروڑ مسلمان رعایا کا مذہبی پیشوا ہی،

یہ سات کرور مسلمان رعایا، ہندوستان ہی کے مسلمان تو نہین ہین؟ مسٹر بلنٹ سے بڑھکر ٹرکی اور مشرق کی تاریخ کا ذاتی واقفکار انگریزون مین نہین وہ اپنی تصنیف مستقبل اسلام مین جس کا اردو ترجمہ میر اکبر حسین صاحب الہ آبادی مرحوم کے قلم سے ہوا ہی حسب ذیل فقرہ ہی:-

"حنفیون کے علاوہ، سلطان کو مالکی و شافعی بھی جو پہلے خلافت عثمانیہ کو تسلیم نہین کرتے تھے اب صدق دل سے خلیفۃ الاسلام تسلیم کرنے لگے ہین،...... اور ہندوستان کے مسلمان ہر جگہ ان کے لئے مساجد مین علانیہ دعائین مانگتے ہین،

سب کے آخر مین مسئلہ کا فیصلہ اسی رائی العیان واقعہ سے ہو جاتا ہی کہ مدتون سے رہی مسجدون کے منبر و محراب انھین سلاطین عظام کے نامون سے گونج رہے ہین، وللہ الحمد

دُنیائے اسلام اور خلافت

اِس نام سے مُصنّف کا ایک اور رسالہ چھپکر تیار ہے
جس مین دنیائے اسلام کی سیاسی حالت، اور سفر یورپ
مین دوسرے ملکون کے مسلمانون کے خیالات سے مصنف کو
جو واقفیت ہوئی اور دنیا کے دوسرے ملکون کے مسلمان اپنی
آزادی اور مسئلہ خلافت کیلئے جو کوششین کر رہے ہین اونکو
بہ تفصیل بیان کیا ہی، ضرورت ہے کہ آج کل ہر مسلمان
اِن حالات سے آگاہ ہو،

قیمت ۶ر

پتہ۔ مجلس خلافت، اعظم گڈھ

ص ط · ۲۹۶۴ س - خ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس رفقا، مجلس انتظامی
مجالس تعلیمات و نصاب پانچ کتابیں ایک ماہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ و گزیٹیڈ عہدہ داران جامعہ
اور اراکین دار الترجمہ دس کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے۔ اور انٹرمیڈیٹ

۳۔ طلبا میں بجز ترجمہ شدہ دو کتابیں بی۔ اے۔ و تحقیقاتی جماعتوں سے
کے طلبہ تین کتابیں ایم۔ اے۔ ال ال بی ایک ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے۔
طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے۔

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے حساب
ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائیگا۔

۵۔ بشرط موقع کتابیں مکرر جاری کی جا سکینگی مگر اس غرض
کیلئے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر ذمہ دار ہوگا۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان بنایا یا پنسل سے
نہ لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے و حوالے کی کتابیں
جاری نہ کی جا سکینگی۔ فقط